اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ

نضر الله امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ جون 2006ء

مدیر

حافظ زبیر علی زئی

- وَلَا تَفَرَّقُوا ....
- کبیرہ گناہ اور نفاق کی علامتیں
- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مقام، محدثین کرام کی نظر میں
- قرآنی دعائیں
- "الجزء المفقود" کا جعلی نسخہ اور انٹرنیٹ پر اس کا رد

مکتبۃ الحدیث

حضرو، اٹک : پاکستان

کلمۃ الحدیث

فضل اکبر کاشمیری

وَلَا تَفَرَّقُوْا.......

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو قرآن وحدیث پر مشتمل ہے۔ یہی دو مصادر ہدایت وراہنمائی کے سرچشمے ہیں اور گمراہی وضلالت سے بچنے کے لئے کافی ہیں۔ جو کچھ قرآن وحدیث میں ہے وہ حق ہے اور جو کچھ اس کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔ ﴿فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ﴾ [پھر حق کے بعد کیا ہے؟ صرف گمراہی] لیکن افسوس صد افسوس کہ آج انسانوں کی اکثریت قرآن وحدیث سے جاہل ہے یا پھر مسلک پرستی، اکابر پرستی اور فرقہ پرستی وغیرہ میں اس قدر مبتلا ہے کہ اصل دین اُن پر مشتبہ ہو چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر طرف فرقہ پرستی کی وبا پھیل چکی ہے۔

مروّجہ تقلیدی مذاہب اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

حافظ ابن القیم نے فرمایا: **حدثت هٰذه البدعة فی القرن الرابع المذموم علٰی لسان رسول الله ﷺ.**

(تقلید کی) یہ بدعت چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے جس (صدی) کی مذمت رسول اللہ ﷺ نے اپنی (مقدس) زبان سے بیان فرمائی ہے۔ (اعلام الموقعین ۲/۲۰۸)

لہٰذا بعض الناس کا ان تقلیدی مذاہب کو ''اسلام کے بچاؤ کا سامان'' کہنا باطل ومردود ہے۔ اسی طرح آلِ تقلید: حنفیوں اور شافعیوں کے مابین خونریز لڑائیاں بھی ہوئی ہیں۔ [دیکھئے معجم البلدان ۱/۲۰۹، ۳/۱۱۷]

تقلیدی مذاہب کو اتفاق واتحاد کا سبب ٹھہرانا محض ہٹ دھرمی ہے۔

اسی طرح تقلیدی مذاہب کے پیروکاروں نے بیت اللہ میں چار مصلے بنا رکھے تھے اور ایک دوسرے کی اقتدا میں نماز پڑھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ (ملاحظہ فرمایئے تالیفات رشیدیہ ص ۵۱۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص﴾

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ (آل عمران: ۱۰۳)

اللہ کی رسی سے مراد کتاب اللہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((**ألا وإني تارك فيكم الثقلين: أحدهما كتاب الله [عزوجل] هو حبل الله، من اتبعه كان على الهدىٰ ومن تركه كان على الضلالة.**))

آگاہ رہو! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں اُن میں سے ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے، وہ اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر رہے گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوگا۔ (مسلم: ۲۴۰۸/ ۶۲۲۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حبل اللہ (اللہ کی رسی) سے مراد کتابُ اللہ ہے۔ کتابُ اللہ کا اطلاق حدیث پر بھی کیا جاتا ہے۔ (ملاحظہ فرمایئے صحیح بخاری: ۶۸۴۲، ۶۸۴۳ و صحیح مسلم: ۴۴۱۸)

واضح ہوا کہ حبل اللہ سے مراد قرآن و حدیث یعنی اللہ کا دین ہے جس کو تھامنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے بھی اس کو اللہ کی پسندیدہ چیز قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ((وأن تعتصموا بحبل الله جميعًا و لا تفرّقوا.))
اور یہ کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور فرقے فرقے نہ بنو۔ (مسلم:۴۴۸۱)
سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب نبی ﷺ سے فتنوں کے دور کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے یہ جواب دیا تھا:
((فاعتزل تلك الفرق كلها.))
(ایسی حالت میں) تم تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا۔ (بخاری:۷۰۸۴، مسلم:۴۷۸۴)
اور سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا تھا: ((خذ ما تعرف و دع ما تنكر.))
جو کچھ تمھیں معلوم ہو اُسی کو اپنائے رکھو اور جو کچھ نہیں جانتے اسے چھوڑ دو۔ (ابوداود:۴۳۴۳ و اسنادہ حسن)
سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تعمل ما تعرف وتدع ما تنكر وتعمل بخاصة نفسك وتدع عوام الناس.)) تمھیں جو معلوم ہو اس پر عمل کرو اور جسے تم نہیں جانتے اسے چھوڑ دو۔ خاص اپنے لئے عمل کرو اور عوام الناس کو چھوڑ دو۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان:۵۹۲۲ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ:۵۹۵۳)
سیدنا ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فعليك بخاصة نفسك ودع العوام))
خاص اپنی فکر کرو اور عوام کو چھوڑ دو۔ (ترمذی:۳۰۵۸ و اسنادہ حسن، وقال الترمذی: ''حسن غریب'')
اس کا مطلب یہ ہے کہ فتنوں کے دور میں فرقہ بندی چھوڑ کر ہمیشہ قرآن و سنت پر عمل پیرا رہنا چاہئے۔
تفرق کے اسباب: جہل، تقلید، تعصب اور خواہشات وغیرہ ہیں۔ اس سے بچنے کا ایک ہی نسخہ ہے کہ صرف اللہ کی وحی کو تھاما جائے اور غیر جانبداری سے قرآن و حدیث کی دعوت دی جائے۔ اللہ کی وحی کو تھامنے والوں کا افتراق کی راہ پر آنا اور تنظیمیں بنانا خیر و برکت کا باعث نہیں بلکہ فشل و اختلاف کا سبب ہے۔ اگر کسی کو یہ وسوسہ ستائے کہ صحابۂ کرام کے درمیان بھی دو گروہ بن چکے تھے تو مؤدبانہ عرض ہے کہ صحابہ کا یہ عمل اجتہادی خطا پر مبنی تھا۔ یہ فرقہ بندی اور تنظیم سازی کی دلیل نہیں بن سکتا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اجتہادی خطا کی بنا پر ایک دوسرے کو قتل بھی کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ استدلال باطل ہے۔ محدثینِ کرام نے کوئی تنظیمیں نہیں بنائی تھیں اور اس کے باوجود قرآن و حدیث کی خدمت کے لئے انھوں نے اپنی زندگیاں کھپا دی تھیں۔ دعوت کے لئے تنظیمیں بنانا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانا ضروری نہیں۔ اگر کوئی یہ شبہہ وارد کرے کہ جب خلافت کا دور تھا تو تنظیموں کی کیا ضرورت تھی؟ تو ہم یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ جب خلافت نہ ہو تو فرقے، پارٹیاں اور تنظیمیں بنا بنا کر تعصب کو ہوا دیتے پھریں!
قارئین کرام! اگر شخصیات سے بالاتر ہو کر خالص قرآن و حدیث کی طرف لوگوں کو بلایا جائے تو اس دعوت میں کوئی تعصب نہیں۔ تعصب تو تب ہے کہ کسی خاص فرقے، مسلک اور امام کی طرف بلایا جائے یا موجودہ کاغذی امیروں کی

اطاعت کی دعوت دی جائے۔اور ایسا کرنا اللہ کے حکم وَلَا تَفَرَّقُوْا کے خلاف ہے۔الغرض فرقہ بندی سے بچتے ہوئے صرف سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا مقتدا اور اہنما بنائیے۔سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں صرف آپ ﷺ کی اتباع کیجئے۔سلف صالحین (صحابہ و تابعین) اسی نکتہ پر متحد تھے اور یہی سلفی دعوت ہے۔

وكل خير في اتباع من سلف وكل شر في ابتداع من خلف

اور سلف کی (بادلیل) اتباع میں ہر قسم کی خیر ہے اور بعد والوں کی بدعات میں ہر قسم کا شر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: ((لا تختلفوا فإن من كان قبلكم اختلفوا فهلكوا.))

اختلاف نہ کیا کرو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوگئے۔ (بخاری:۲۴۱۰)

فرقہ بندی اختلاف کا سبب ہے اور اختلاف و تنازعات بزدلی اور کمزوری کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾

اور آپس میں اختلاف مت کرو ورنہ بزدل بن جاؤ گے اور تمھارا رعب ختم ہو جائے گا۔(الانفال:۴۶)

احادیث میں مذکور لفظ ''جماعت'' سے کسی خاص پارٹی یا تنظیم پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس باب سے متعلق تمام احادیث جمع کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے مراد مسلمانوں کا خلیفہ، اجماع یا نماز والی جماعت ہے۔

اگر خلافتِ اسلامیہ نہ ہو تو مسلمانوں کو چاہئے کہ کوئی پارٹی یا تنظیم نہ بنائیں اور تمام پارٹیوں اور جماعتوں سے علیحدہ ہو جائیں جیسا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں گزر چکا ہے۔

تنظیمیں اور جماعتیں بنانا قرآن و سنت کے خلاف ہے، اس سے مسلمانوں کا خلوص شدید متاثر ہوتا ہے۔اس سے آنکھوں پر تعصب کا پردہ چھا جاتا ہے، یہ شخصیات میں غلو کا سبب ہے۔بعض لوگ غلو میں اس طرح حد سے گزر جاتے ہیں کہ اگر ان کا لیڈر یا امیر دن کو رات یا رات کو دن کہہ دے تو بھی یہ اُسے بسر وچشم قبول کر لیتے ہیں اور پوری کوشش کر کے غلط بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے دُور از کار تاویلیں تلاش کرتے رہتے ہیں۔

فرقہ بندی نے مسلمانوں میں شکوک و شبہات اور تعصّبات کو پروان چڑھایا ہے۔خیر القرون میں اس کا نام و نشان تک نہیں تھا، یہ بعد کی پیداوار ہے۔تنظیموں کے کارکنوں خصوصاً نوجوانوں سے ہماری گزارش ہے کہ فتنوں کے اس دور میں اپنے ایمان کی حفاظت کریں، اسے فتنوں سے بچائیں۔اپنے مقصدِ حیات کو پہچانیں، اللہ کی عبادت کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔اللہ سے تعلق قائم کریں، علمِ شرعی حاصل کریں اور بے مقصد اور لایعنی اُمور کو چھوڑ دیں۔پارٹی اور تنظیمی قیود سے آزاد ہو کر ان ذمہ داریوں کو اپنائیں جو شریعت نے ہم پر عائد کی ہیں۔پارٹی منشور ایک خاص فکر پر مبنی ہوتے ہیں جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنی موت آپ مرجاتے ہیں جبکہ سلف صالحین کے منہج پر دعوت الی اللہ کا کام قیامت تک باقی رہے گا۔ ان شاء اللہ

(۱۳ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ)

الحدیث:۲۵ اضواء المصابیح

کبیرہ گناہ اور نفاق کی علامتیں

باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول (پہلی فصل)

(**۴۹**) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رجل: يا رسول الله ! أي الذنب أكبر عندالله؟ قال: ((أن تدعو لله ندًا وهو خلقك)) قال: ثم أي ؟ قال: ((أن تقتل ولدك خشية أن يطعم معك)) قال: ثم أي؟ قال: ((أن تزني حليلة جارك)) فأنزل الله تصديقها ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ الآية، متفق عليه.

(سیدنا) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! اللہ کے ہاں کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: تُو اللہ کا شریک بنا کر اُسے پکارے حالانکہ اس (اللہ) نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس نے پوچھا: پھر (اس کے بعد) کون سا (گناہ سب سے بڑا ہے)؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تُو اپنی اولاد کو اس ڈر کی وجہ سے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ مل کر (رزق) کھائیں گے۔

اس نے پوچھا: پھر (اس کے بعد) کون سا (گناہ سب سے بڑا ہے)؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تُو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔ پھر اللہ (تعالیٰ) نے اس کی تصدیق نازل فرمائی ﴿اور جو لوگ اللہ کے سوا کسی دوسرے الٰہ (معبود) کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو ناحق قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور نہ زنا کرتے ہیں﴾ [الفرقان:۶۸] آپ نے آخر تک آیت تلاوت فرمائی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ (بخاری:۶۸۶۱ و مسلم:۸۶/۱۴۲ و ترقیم دارالسلام:۲۵۸)

فقه الحديث

① نِد نظیر (مثل و شریک) کو کہتے ہیں (دیکھئے فتح الباری ۱۶۳/۸ تحت ح:۴۴۷۷)

انداد سے اللہ کے سوا آلہہ (معبودانِ باطلہ) مراد ہیں۔ (النہایہ فی غریب الحدیث لابن الاثیر ج ۵ ص ۳۵)

معلوم ہوا کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔ (لقمٰن:۱۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط﴾ بے شک اللہ اپنے ساتھ شرک معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ وہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ (النسآء:۱۱۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ط﴾ بے شک جس نے اللہ کے

ساتھ شرک کیا تو یقیناً اللہ نے اس کے لئے جنت حرام قرار دی ہے اور اس شخص کا ٹھکانا (جہنم کی) آگ ہے۔ (المائدۃ: ۷۲)
ان دلائل کے باوجود بہت سے لوگ شرک کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ شرک کرنے والے قیامت کے دن اللہ کے سامنے کہیں گے کہ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے، ہم مشرک نہیں تھے۔ (الانعام: ۲۳)
ارشاد ہوگا: دیکھو! یہ اپنے آپ پر کیسے جھوٹ بول رہے ہیں، اور جو (معبودانِ باطلہ) یہ لوگ گھڑتے تھے اُن سے (آج) گم ہوگئے ہیں۔ (الانعام: ۲۴)

② بے گناہ کا قتل کبیرہ گناہ ہے اور خاص طور پر غربت یا نام نہاد غیرت کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کر دینا بہت ہی بڑا گناہ ہے جسے اس حدیث میں شرک کے بعد دوسرے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بعض جاہل لوگ اپنی اولاد کو غربت یا جھوٹی عزت کی بنیاد پر قتل کر دیتے تھے۔
موجودہ دور میں اسقاطِ حمل اور خاندانی منصوبہ بندی بھی قتلِ اولاد کے مترادف ہے۔
تنبیہ: اگر کسی شخص کی بیوی بیمار ہو یا اس کی موت و شدید بیماری کا خوف ہو تو دوسرے دلائل کی رُو سے شوہر عزل کر سکتا ہے۔ (مثلاً دیکھئے صحیح مسلم: ۱۳۸/۱۴۴۰ و ترقیم دار السلام: ۳۵۶۱)
بعض صحابہ و تابعین سے اس کا جواز اور بعض سے کراہت ثابت ہے۔ دیکھئے موطأ امام مالک (ج ۲ ص ۵۹۵) و مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۴ ص ۲۱۷۔۲۲۲) والسنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۷ ص ۲۳۰، ۲۳۱)
یاد رہے کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
((**تزوجوا الودود الولود فإني مكاثر بكم الأمم**)) محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میری امت (سب سے) زیادہ ہو۔ (ابوداود: ۲۰۵۰ وسندہ حسن، اضواء المصابیح: ۳۰۹۱)

③ زنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے لیکن اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا کئی گُنا زیادہ جرم اور حرام ہے۔

④ قرآن و حدیث ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں کیونکہ دونوں منزل من اللہ اور وحی ہیں۔ وحی میں تضاد و تعارض کبھی نہیں ہوتا۔

⑤ صحابہ کرام علم سیکھنے پر بہت زیادہ توجہ دیتے تھے۔

⑥ سوال کرنا تقلید نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر (علماء) سے پوچھ لیا کرو۔ (النحل: ۴۳)
عالم و مفتی کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو دلیل (کتاب و سنت اور اجماع) سے جواب دے۔

(۵۰) وعن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ: ((الكبائر الإشراك بالله وعقوق الوالدين

وقتل النفس واليمين الغموس)) رواه البخاري.

(٥١) وفي رواية أنس :((وشهادة الزور بدل اليمين الغموس)) متفق عليه.

(سیدنا) عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یہ) کبیرہ گناہ (ہیں): اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی (بے گناہ) نفس کو قتل کرنا اور ڈبونے والی (جھوٹی) قسم کھانا۔ اسے بخاری (٦٦٧٥) نے روایت کیا ہے۔

(سیدنا) انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) کی روایت میں ''ڈبونے والی قسم'' کے بجائے ''جھوٹی قسم'' کے الفاظ ہیں۔ یہ (حدیث) متفق علیہ ہے۔ (بخاری: ٢٦٥٣، مسلم: ٨٨/١٤٤)

فقه الحديث

① اس حدیث میں سابقہ حدیث پر ایک کبیرہ گناہ ''جھوٹی قسم'' کے ذکر کا اضافہ کیا گیا ہے۔

② ثقہ کی زیادت، اگر ثقہ راویوں یا اوثق کے سراسر خلاف نہ ہو تو مقبول ہوتی ہے۔

③ احادیث صحیحہ کے الفاظ میں راویوں کا اختلاف چنداں مُضر نہیں ہوتا بلکہ تمام روایات کو اکٹھا کر کے تمام الفاظ کے مشترکہ مفہوم پر ایمان و عمل کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

④ عدمِ ذکر نفیِ ذکر کی حتمی دلیل نہیں ہوتا بلکہ ذکر والی روایت کو تمام عدمِ ذکر والی روایتوں پر ہمیشہ ترجیح ہوتی ہے۔

(٥٢) وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :((اجتنبوا السبع الموبقات)) قالوا: يا رسول الله! وما هنّ ؟ قال: ((الشرك بالله والسحر وقتل النفس التي حرّم الله إلا بالحق وأكل الربا وأكل مال اليتيم و التولي يوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات)) متفق عليه.

(سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہلاک کرنے والی سات چیزوں سے بچو، لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ (سات چیزیں) کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، اس نفس (جان) کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے، سُود کھانا، یتیم کا مال ہڑپ کرنا، (کافروں سے جہاد میں) دوصفوں کے ملنے والے دن بھاگ جانا اور پاک دامن غافل عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگانا۔ متفق علیہ (بخاری: ٢٧٦٦، مسلم: ٨٩/١٤٥)

فقه الحديث

① اس حدیث میں سات کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے۔ (١) شرک (٢) جادو (٣) قتل (٤) سُود (٥) یتیم کا مال کھانا (٦) میدانِ جہاد سے بھاگنا (٧) اور پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

ان میں سے شرک اور قتل کا ذکر سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے۔

④ ثقہ راوی کی زیادت مقبول ہوتی ہے۔

③ اگر آدمی بغیر توبہ کے مرجائے تو اسے کبیرہ گناہ تباہ و برباد کر کے جہنم میں پھینک دیں گے اِلا یہ کہ شرک نہ کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم اور رحمت سے بخش دے۔

④ جادو کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(٥٣) وعنه قال قال رسول الله ﷺ : ((لا يزنى الزاني حين يزني وهو مؤمن ولا يسرق السارق حين يسرق وهو مؤمن ولا يشرب الخمر حين يشربها وهو مؤمن ولا ينتهب نهبة يرفع الناس إليه فيها أبصارهم حين ينتهبها وهو مؤمن ولا يغل أحد كم حين يغل وهو مؤمن فإياكم وإياكم)) متفق عليه.

(٥٤) وفي رواية ابن عباس : ((ولا يقتل حين يقتل وهو مؤمن)) قال عكرمة: قلت لابن عباس : كيف ينزع الإيمان منه؟ قال: هٰكذا، وشبك بين أصابعه ثم أخرجها، فإن تاب عاد إليه هٰكذا، وشبك بين أصابعه، وقال أبو عبدالله: لا يكون هٰذا مؤمنًا تامًّا و لا يكون له نور الإيمان، هٰذا لفظ البخاري.

اور انھی (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زانی جب زنا کرتا ہے تو اس وقت (کامل) مومن نہیں ہوتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا اور لُوٹنے والا جس وقت لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لُوٹ رہا ہوتا ہے اُس وقت مومن نہیں ہوتا۔ مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والا خیانت کرتے وقت مومن نہیں ہوتا۔ خبردار ان کاموں سے بچتے رہو، ان سے بچتے رہو۔ متفق علیہ

(سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی (بیان کردہ) روایت میں ہے: اور قتل کرنے والا قتل کرتے وقت مومن نہیں ہوتا۔

عکرمہ (تابعی) نے کہا: میں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: اس (گناہ گار) سے ایمان کس طرح نکل جاتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: اس طرح، اور اپنے ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں داخل کر کے نکال لیں۔ ''پھر جب توبہ کرتا ہے تو اس کا ایمان لوٹ آتا ہے'' اور اپنی انگلیاں دوبارہ ایک دوسرے میں داخل کر کے ملالیں۔

ابوعبداللہ (بخاری رحمہ اللہ) نے کہا: یہ (گناہ کرنے والا شخص) کامل ایمان والا نہیں ہوتا اور نہ اس کے پاس نورِ ایمان ہوتا ہے۔ یہ (بیان کردہ) الفاظ (صحیح) بخاری (٦٨٠٩) کے ہیں۔

فقه الحديث

① معلوم ہوا کہ ایمان کے بہت سے درجے ہیں اور ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے۔ چوری اور زنا وغیرہ کبیرہ گناہ کرنے والے کا ایمان، گناہ کی حالت میں اس کے جسم سے نکل کر اس کے سر پر چھتری کی طرح بلند

ہو جاتا ہے۔

ایمان نکلنے کے باوجود یہ شخص کافر نہیں ہوتا بلکہ گناہ گار مسلمان ہی رہتا ہے بشرطیکہ نواقضِ اسلام کا ارتکاب نہ کرے۔

② زنا، چوری اور مالِ غنیمت میں خیانت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔

تنبیہ: جو لوگ مدرسوں، مساجد، تنظیموں، جماعتوں اور رفاہی کاموں کے بہانے چندے کا مال کھا جاتے ہیں وہ بھی اسی حکم میں ہیں۔ انھیں سمجھ لینا چاہئے کہ ایک دن علیم بذات الصدور کے سامنے پیش ہو کر ذرے ذرے کا حساب دینا ہے۔ ایک شخص نے مالِ غنیمت میں سے ایک چادر چُرا لی تھی تو وہی چادر جہنم کی آگ بن کر اُس کے جسم سے چمٹ گئی تھی۔

③ عالم کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو عام فہم مثالیں دے کر سمجھائے۔

(٥٥) وعن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: ((آية المنافق ثلاث)) زاد مسلم: ((وإن صام وصلّى وزعم أنه مسلم)) ثم اتفقا: ((إذا حدّث كذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ متفق علیہ (بخاری: ۳۳، مسلم: ۵۹/۱۰۷ دارالسلام: ۲۱۱)

صحیح مسلم (کی ایک روایت) میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: اگرچہ وہ روزے رکھے، نمازیں پڑھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلم ہے [تو پھر بھی منافق ہے۔] (۱۱۰، ۵۹/۱۰۹، دارالسلام: ۲۱۳، ۲۱۴)

فقه الحديث

① اس حدیث (اور دیگر دلائل) سے صاف ظاہر ہے کہ جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا اور امانت میں خیانت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

② اسلام کا دعویٰ کرنے والا منافق بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ اس کے منافقانہ قول و فعل سے ثابت ہو جاتا ہے۔

③ ایمان کے بہت سے درجے ہیں۔

(٥٦) وعن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ: ((أربع من كن فيه كان منافقًا خالصًا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا اؤتمن خان وإذا حدث كذب وإذا عاهد غدر وإذا خاصم فجر)) متفق عليه.

(سیدنا) عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں جس (شخص) میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک ہو تو اُس میں نفاق کی خصلت ہے حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے؟ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب

معاہدہ (وعدہ) کرے تو غداری کرے اور جب لڑائی کرے تو گالیاں دے۔ متفق علیہ (بخاری: ۳۴، مسلم: ۵۸/۱۰۶)

فقه الحديث

① گالیاں دینا کبیرہ گناہ ہے۔

② سچا مسلمان کبھی غدار نہیں ہوتا۔

(۵۷) وعن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ: ((مثل المنافق كا لشاة العائرة بين الغنمين، تعير إلى هٰذه مرة وإلى هٰذه مرة)) رواه مسلم.

(سیدنا عبداللہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی مثال دو ریوڑوں میں اس سرگرداں بکری کی طرح ہے جو کبھی ایک ریوڑ کی طرف (نر کے لئے) بھاگتی ہے اور کبھی دوسرے ریوڑ کی طرف بھاگتی ہے۔ اسے مسلم (۲۷۸۴/۱۷) نے روایت کیا ہے۔

فقه الحديث

① عملی نفاق کبیرہ گناہوں میں سے ہے جبکہ اعتقادی نفاق کفر ہے۔

② دو کشتیوں پر بیک وقت پاؤں رکھنے والا بالآخر ڈوب جاتا ہے۔ اسے اُس کا دوغلا پن ذرہ بھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

شذرات الذہب — ابومعاذ

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا احترام

امام مالک کے شاگرد ابوسلمہ منصور بن سلمہ بن عبدالعزیز الخزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۰ھ) فرماتے ہیں:

''كان مالک بن أنس إذا أراد أن يخرج ليحدّث، توضأ وضوءه للصلٰوة، ولبس أحسن ثيابه، ولبس قلنسوةً، ومشط لحيته، فقيل له في ذلک؟ فقال: أوقّربه حديث رسول الله ﷺ''

(امام) مالک بن انس (المدنی رحمہ اللہ) جب حدیث بیان کرنے کے لئے (گھر سے) باہر آتے تو نماز والا وضوء کرتے، اچھے کپڑے پہنتے، (سر پر) ٹوپی رکھتے اور اپنی داڑھی کی کنگھی کرتے تھے۔

اس بارے میں جب آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: اس طرح، میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کرتا ہوں۔

(کتاب الصلوٰۃ للامام محمد بن نصر المروزی: ۱۳۱ وسندہ صحیح، والمحدّث الفاصل بین الراوی والواعی: ۸۳۰، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع: ۹۰۳)

معمر بن راشد فرماتے ہیں کہ قتادہ (تابعی) اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بغیر وضوء کے بیان کی جائیں (الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع: ۹۷۵ وسندہ صحیح)

سبحان اللہ! سلف صالحین، حدیث کا کتنا احترام کرتے تھے اور آج کل بہت سے گمراہ لوگ صحیح حدیثوں کا انکار کرتے ہیں اور مذاق اُڑاتے ہیں۔

قصہ نمبر ۸: سیدنا العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجنے کا قصہ

روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا تو میں ان کے پیچھے چلا، میں نے ان میں تین خصلتیں دیکھیں، میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کس پر تعجب کروں!

ہم ایک دریا کے کنارے آکر رکے تو علاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کا نام لو اور بے خطر داخل ہو جاؤ۔

ہم نے اللہ کا نام لیا اور داخل ہو گئے، پھر ہم نے وہ دریا پار کر لیا اور پانی نے ہمارے اونٹوں کو قدموں کے تلووں تک بھی تر نہیں کیا، جب ہم لوٹے تو ان کے ساتھ ایک بے آب و گیاہ زمین پر چلنے لگے اور ہمارے پاس پانی نہ تھا، ہم نے ان سے شکایت کی تو انھوں نے دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا کی، آسمان پر ڈھال کی طرح سخت بادل تھے، پھر ان بادلوں نے اپنے دھانے کھول دیئے خوب بارش ہوئی تو ہم نے پانی حاصل کیا، اور جب وہ (دورانِ سفر) فوت ہوئے تو ہم نے انھیں ریت میں دفن کر دیا، پھر ہم تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ہم نے کہا اگر کوئی درندہ آگیا تو انھیں کھا لے گا، تو ہم ان کی طرف لوٹ کر آئے، ہم نے انھیں ان کی قبر میں نہ پایا۔

[یہ سخت منکر روایت ہے]

تخریج: اس روایت کو ابو نعیم نے دلائل النبوۃ (ج ۲ ص ۵۷۳) طبرانی نے المعجم الکبیر (ج ۱۸ ص ۹۵) اور المعجم الصغیر (ج ۱ ص ۲۴۵) میں '' **إسماعيل بن إبراهيم الهروي: ثنا أبي عن أبي كعب صاحب الحرير عن سعيد الجريري عن أبى السليل ضريب بن نقير عن أبي هريرة رضي الله عنه قال:**'' کی سند سے بیان کیا، اور اس قصہ کو ذکر کیا۔

اس کی سند ساقط ہے اور اس کی تین علتیں ہیں:

پہلی علت: ابراہیم الہروی اسماعیل کا والد مجہول ہے۔

دوسری علت: ابوالسلیل ضریب بن نقیر ہے اور یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارسال (یعنی منقطع روایت بیان) کر رہا ہے۔

تیسری علت: سعید بن ایاس الجریری مختلط ہے۔ (یعنی اس کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا)

حوالے: دیکھئے ابن حجر کی تہذیب التہذیب (ج ۴ ص ۴۰۱) و تقریب التہذیب (ج ۱ ص ۲۳۳) اور ابن الکیال کی الکواکب النیرات (ص ۱۷۸)

حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد (ج ۹ ص ۳۷۶) میں اسے ذکر کیا پھر فرمایا: طبرانی نے اسے اپنی تینوں کتابوں (المعجم الکبیر،

الصغیر، الاوسط) میں ذکر کیا۔ اس کی سند میں ابراہیم بن معمر الہروی، اسماعیل کا والد ہے، اسے میں نہیں جانتا اس (روایت) کے بقیہ رجال ثقہ ہیں۔

حافظ ذہبی نے تاریخ الاسلام میں (ص ۱۳۷) اس (مذکورہ) سند سے اس کو بیان کیا۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ (ج ۶ ص ۵۱) میں ''أبو عبدالرحمن محمد بن الحسین السلمي :حدثنا محمد بن محمد بن أحمد بن إسحاق الحافظ: حدثنا أبو اللیث سهل بن معاذ التمیمي: حدثنا أبو حمزة إدریس بن یونس :حدثنا محمد بن یزید بن سلمة:حدثنا عیسی بن یونس عن عبدالله بن عون عن أنس بن مالک رضي الله عنه قال: '' کی سند سے روایت کیا اور العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ایک طویل حدیث بیان کی......

مؤلف کہتے ہیں: اور اس کی یہ سند موضوع ہے، اس کی تین علتیں ہیں:

پہلی علت: محمد بن الحسین السلمی ہے، جو صوفی تھا اور صوفیاء کے لئے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

دوسری علت: ادریس بن یونس ہے، ابن القطان نے فرمایا کہ اس کا حال پہچانا نہیں جاتا۔ (یعنی یہ مجہول ہے)

تیسری علت: عبداللہ بن عون نے (سیدنا) انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا لیکن اُن سے کچھ بھی نہیں سنا (اس روایت میں یہ انس رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں یعنی یہ سند منقطع ہے)

حوالے: دیکھئے ذہبی کی سیر اعلام النبلاء (ج ۱۷ ص ۲۴۷) اور میزان الاعتدال (ج ۳ ص ۵۲۳) خطیب کی تاریخ بغداد (ج ۲ ص ۲۴۸) ابن حجر کی لسان المیزان (ج ۱ ص ۳۳۵ و ج ۵ ص ۱۴۰) ابن ابی حاتم کی المراسیل (ص ۹۹) اور العلائی کی جامع التحصیل (ص ۳۱۵)

قصہ نمبر ۹: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدینہ تشریف آوری کا قصہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کی خواتین و بچے یہ کہنے لگے:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا مادعا للّٰہ داعٍ

[ضعیف روایت ہے]

تخریج: امام بیہقی نے اسے دلائل النبوۃ (ج ۲ ص ۵۰۶) میں ''أبو عمرو الأدیب قال: أخبرنا أبوبکر الإسماعیلي قال: سمعت: أبا خلیفة یقول: سمعت ابن عائشة'' کی سند سے روایت کیا اور یہ قصہ بیان کیا۔

مؤلف کہتے ہیں: اس کی یہ سند معضل (منقطع) ہے، اس کی سند میں سے تین سے زیادہ راوی ساقط ہیں۔

ابن عائشہ کا نام عبیداللہ بن محمد بن حفص ہے، انھوں نے یہ حدیث مرسلاً (یعنی منقطع) بیان کی ہے۔

حوالہ: دیکھئے تقریب التہذیب (ج ۱ ص ۳۷۴ رقم ۴۳۳۴)

مؤلف کہتے ہیں کہ حافظ العراقی نے احیاء العلوم کی احادیث کی تخریج (ج ۲ ص ۲۷۷) میں یہی علت (وجہِ ضعف) بیان

کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اس حدیث کو ابن عائشہ سے معضلاً (یعنی منقطع) بیان کیا۔
حافظ ابن حجر نے فتح الباری (ج۸ص۱۲۹) میں فرمایا: ہم سے الحلبیات میں منقطع سند کے ساتھ خواتین کے اس قول کو روایت کیا گیا کہ جب نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مدینہ تشریف لائے تو خواتین نے کہا: **طلع البدر علينا من ثنيات الوداع......**
شیخ البانی نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (ج۱ص۷۹، ح۴۸۸) میں فرمایا: اس کی سند ضعیف ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں، لیکن یہ معضل (منقطع) سند ہے اس کی سند سے تین یا کچھ زیادہ راوی ساقط ہیں، اس لئے کہ یہ ابن عائشہ (امام) احمد کے استادوں میں سے ہیں انھوں نے ارسال کیا ہے۔
غزالی نے احیاء (ج۲ص۲۷۷) میں اس قصہ کو اس اضافہ کے ساتھ بیان کیا کہ وہ دف بجاتے ہوئے خوش الحانی کے ساتھ یہ کہہ رہی تھیں، اس اضافے کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ العراقی نے فرمایا: '' **وليس فيه ذكر بالدف والألحان** '' کہ اس میں دف والحان کا ذکر نہیں۔
سیوطی نے اس قصہ کو الخصائص (ج۱ص۳۱۳) میں ذکر کیا ہے۔!! [نیز دیکھئے یہی رسالہ صفحہ ۴۵، ۴۶]

قصہ نمبر ۱۰: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے امتحان کا قصہ

''امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ بغداد تشریف لائے، اصحاب الحدیث نے یہ بات سنی، تو ایک سو (۱۰۰) احادیث (پوچھنے) کا ارادہ کیا، انھوں نے ان احادیث کی سندوں اور متون کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا اس سند کے متن کو دوسری سند کے ساتھ اور اس متن کو دوسری سند کے ساتھ کر دیا اور ہر ایک کو اس طرح کی دس (۱۰) احادیث یاد کرا دیں تاکہ وہ محفل میں انھیں امام بخاری پر پیش کریں، لوگ جمع ہوئے ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر اپنی دس احادیث میں سے ایک حدیث کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا: میں اسے نہیں پہچانتا، پھر اس شخص نے دوسری حدیث کے متعلق سوال کیا، امام بخاری نے فرمایا: میں اسے نہیں پہچانتا۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ وہ اپنی ان دس احادیث کے سوالوں سے فارغ ہوا۔
سمجھدار لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ یہ شخص (یعنی امام بخاری) معاملہ کو سمجھ گئے ہیں (کہ میرا امتحان لے رہے ہیں) اور جو نہیں جانتے تھے انھوں نے خیال کیا کہ امام بخاری بے بس ہیں۔
پھر دوسرا شخص تیار ہوا اور اسی طرح کیا جس طرح پہلے شخص نے کیا تھا امام بخاری یہی کہتے رہے کہ میں نہیں پہچانتا۔ پھر تیسرا شخص کھڑا ہوا اور اسی طرح ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ان دس آدمیوں کے سوالات ختم ہوئے، امام بخاری ان کے جوابات میں اس سے زیادہ کچھ نہ کہتے کہ '' **لا أعرفه** '' میں نہیں جانتا، جب انھیں معلوم ہوا کہ یہ دس آدمی فارغ ہو چکے ہیں تو آپ ان میں سے پہلے شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آپ کی پہلی حدیث اس طرح سے اور دوسری اس طرح اور تیسری اس طرح ہے آپ نے دس کی دس بیان کر دیں اور ہر متن کو اس کی سند کی طرف لوٹا دیا۔ اس طرح

دوسروں (یعنی بقیہ نوافراد) کے ساتھ کیا۔

تو لوگوں نے ان کے حافظہ کو مان لیا۔ ابن صاعد جب کبھی یہ قصہ بیان کرتے تو کہتے: ''الكبش النطّاح'' سخت ٹکر مارنے والا مینڈھا۔'' [یہ قصہ ضعیف ہے]

تخریج: خطیب بغدادی نے اسے تاریخ بغداد میں (ج ۲ ص ۲۰) اور سبکی نے الطبقات (ج ۲ ص ۶) میں المزی نے تہذیب الکمال (ج ۳ ص ۱۱۷۳، خطی نسخہ) میں '' أبو أحمد عبدالله بن عدي قال: سمعت عدة مشائخ يحكون'' کی سند سے بیان کیا ہے۔

میں کہتا ہوں یہ سند ضعیف ہے اس میں مجہول راوی ہیں۔ (یعنی یہ مشائخ مجہول ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں؟/مترجم)

اسی سند سے ابن حجر نے فتح الباری کے مقدمہ (ص ۴۸۶) میں اور ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۲ ص ۴۰۸) میں ذکر کیا ہے۔

'' تبصرة أولي الأحلام من قصص فيها كلام'' کا جزء اول مکمل ہوا اس کے بعد جزء ثانی ہوگا۔ اور اس کا پہلا قصہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہ روایت کہ اے اللہ مجھے کوئی ایسی چیز تعلیم دے جس سے میں تیرا ذکر کروں اور تجھ سے دعا کروں...... (ان شاء اللہ)

حافظ زبیر علی زئی

امام احمد بن حنبل کا مقام، محدثینِ کرام کی نظر میں

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على رسوله الأمين، أما بعد:

اہلِ سنت کے مشہور امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی المروزی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے بارے میں تمام محدثین و علمائے اُمت کا اجماع و اتفاق رہا ہے کہ آپ عادل، ضابط، ثقہ اور انتہائی قابلِ اعتماد امام تھے۔ اس مختصر و جامع مضمون میں محدثین کرام اور علمائے اُمت کے اقوال باحوالہ و تحقیق پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''صحیح بخاری'' میں درج ذیل مقامات پر امام احمد رحمہ اللہ سے روایت لی ہے یا ذکر کیا ہے:

(ح ۳۷۷، ۲۱۰۸، ۴۴۷۳، ۵۱۰۵، ۵۸۷۹)

اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک امام احمد ثقہ وصدوق تھے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری نے اسماء الرجال میں امام احمد کے اقوال سے استدلال کیا ہے مثلاً دیکھئے کتاب الضعفاء للبخاری (۸۰، ۱۱۰، ۲۴۰، ۲۶۰، ۳۵۵) والتاریخ الکبیر (۲۹۱/۷...)

۲۔ امام مسلم بن الحجاج النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''صحیح مسلم'' میں درج ذیل مقامات پر امام احمد رحمہ اللہ سے روایت لی ہے:

(۱۶۶/۴۲۰، ۲۱۵/۵۱۹، ۱۱۱۷/۵۰۲، ۱۳۱۳/۵۸۱، ۱۶۴۴/۷۱۰، ۱۲۸۴/۳۰۹۵، ۱۲۹۸/۳۱۳۹، ۱۵۵۱/۳۹۶۲، ۱۶۷۶/۴۳۷۷، ۱۷۵۶/۴۵۷۴، ۱۸۱۴/۴۶۹۶، ۱۹۳۴/۴۹۹۶، ۲۰۸۱/۵۴۴۵، ۲۰۹۲/۵۴۷۹، ۲۱۳۹/۵۶۰۴، ۲۱۴۳/۵۲۱۰، ۲۳۰۹/۶۰۱۳، ۲۴۲۱/۶۲۵۶، ۲۴۴۹/۶۳۰۹)

معلوم ہوا کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک امام احمد رحمہ اللہ ثقہ وصدوق تھے۔

۳۔ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) اپنی ''صحیح ابن خزیمہ'' میں امام احمد کی روایت لائے ہیں۔ (ج۱ ص۵۹ ح۱۱۲)

۴۔ امام محمد بن حبان البستی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) اپنی صحیح (مطبوع: الاحسان) میں امام احمد سے درج ذیل روایتیں لائے ہیں:

(۶، ۱۲۴۱/۱۲۴۴، ۱۵۰۳/۱۵۰۵، ۱۵۰۶/۱۵۰۸، ۲۷۳۸/۲۷۴۹، ۳۰۷۳/۳۰۸۴، ۳۵۷۰/۳۵۷۸، ۳۶۵۴/۳۶۶۲، ۳۶۵۶/۳۶۶۴، ۳۶۸۵/۳۶۹۳، ۳۷۷۸/۳۷۷۶، ۳۸۳۲/۳۸۴۶، ۳۸۷۲/۳۸۸۳،

۳۸۷۴/۳۸۸۵، ۳۹۳۸/۳۹۴۹، ۴۸۰۶/۴۸۲۶، ۵۲۲۴/۵۲۴۸، ۵۴۷۹/۵۵۰۳، ۵۴۹۱/۵۵۱۵، ۵۷۲۲/۵۷۵۲، ۵۷۸۹/۵۸۱۹، ۵۸۵۵/۵۸۸۵، ۵۸۶۴/۵۸۹۴، ۶۲۱۳/۶۲۴۶، ۷۰۲۶/۷۰۶۶]

معلوم ہوا کہ امام ابن حبان نے امام احمد سے بہت سی روایتیں (بواسطہ شیوخ) لی ہیں۔ حافظ ابن حبان فرماتے ہیں:

''وكان حافظاً متقناً ورعاً فقيهاً، لازماً للورع الخفي، مواظباً على العبادة الدائمة، به أغاث الله جل (و) علا أمة محمد ﷺ ، وذاك أنه ثبت في المحنة وبذل نفسه لله عزوجل حتىٰ ضرب بالسياط للقتل فعصمه الله عن الكفر وجعله علماً يقتدى (به) وملجأ يلتهي إليه''

وہ (امام احمد بن حنبل) ثقہ حافظ، نیک (اور) فقیہ تھے۔ خفیہ پرہیزگاری اور دائمی عبادت کو لازم پکڑتے تھے۔ اُن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ علیٰ صاحبھا وسلم) کی مدد فرمائی۔ یہ اس طرح کہ وہ آزمائش میں ثابت قدم رہے اور اپنے آپ کو اللہ کے لئے وقف کر دیا اور قتل (شہادت) کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کو کوڑے مارے گئے۔ اللہ نے آپ کو کفر سے بچا لیا اور قابلِ اقتدا نشان بنایا۔ آپ ایسی پناہ تھے کہ لوگ آپ کے پاس پناہ لیتے تھے۔

(الثقات لابن حبان ج ۸ ص ۱۸، ۱۹)

۵۔ امام احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) نے فرمایا:

''(ثقة) ثبت في الحديث، نزه النفس، فقيه في الحديث، متبع، يتبع الآثار، صاحب سنة خير''

آپ (امام احمد) حدیث میں (ثقہ) ثبت تھے۔ پاکیزہ نفس والے اور حدیث میں فقیہ تھے۔ آثار (احادیث) کی اتباع کرنے والے متبع، صاحبِ سنت (سُنی اور) نیک تھے۔

(الثقات للعجلی: ۹، تاریخ بغداد ج ۴ ص ۴۱۵ وسندہ صحیح، والزیادۃ منہ)

۶۔ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البصری البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے کہا:

''وهو ثقة ثبت، صدوق كثير الحديث'' اور وہ ثقہ ثبت، سچے (اور) بہت حدیثیں بیان کرنے والے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۳۵۴)

۷۔ امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) نے فرمایا:

'' هو إمام، وهو حجة'' وہ امام اور (روایتِ حدیث میں) حجت تھے۔ (الجرح والتعدیل ج ۲ ص ۷۰ وھو صحیح)

امام ابوحاتم نے فرمایا: '' كان أحمد بن حنبل بارع الفهم لمعرفة الحديث بصحيحه و سقيمه'' احمد بن حنبل صحیح اور ضعیف احادیث کی بہت اچھی معرفت رکھتے تھے۔ (الجرح والتعدیل ۱/ ۳۰۲ وسندہ صحیح)

امام ابوحاتم نے مزید فرمایا:

''إذا رأيتم الرجل يحب أحمد بن حنبل فاعلم أنه صاحب سنة'' جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ احمد بن

حنبل سے محبت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ صاحبِ سنت (سُنی) ہے۔ (الجرح والتعدیل ۱/۳۰۸ وسندہ صحیح)

ابوحاتم نے احمد بن حنبل کو علی بن المدینی سے زیادہ فقیہ قرار دیا۔ (الجرح والتعدیل ۱/۲۹۴ وسندہ صحیح)

ابوحاتم الرازی نے امام احمد کے بارے میں ایک بہترین خواب بیان کیا (مناقب احمد لابن الجوزی ص ۴۳۵ وسندہ صحیح)

تنبیہ: امام احمد خوابوں کے محتاج نہیں ہیں اور (صحابہ کے بعد) خواب کوئی شرعی حجت بھی نہیں ہوتا۔

۸۔ امام ابورجاء قتیبہ بن سعید الثقفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰ھ) نے فرمایا:

''**أحمد بن حنبل إمام الدنیا**'' احمد بن حنبل (حدیث میں) دنیا کے امام ہیں (الجرح والتعدیل ۱/۲۹۵، ۲/۶۹ وسندہ صحیح)

امام قتیبہ بن سعید نے فرمایا: احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ دنیا کے (حدیث میں) امام ہیں۔

(تاریخ بغداد ۴/۴۱۷ وسندہ صحیح)

قتیبہ نے فرمایا: ''**لو أدرک أحمد بن حنبل عصر الثوري ومالک والأوزاعي واللیث بن سعد لکان هو المقدَّم ، قلت لقتیبة: یضم أحمد بن حنبل إلی التابعین؟ قال: إلٰی کبار التابعین**''

اگر احمد بن حنبل نے (سفیان) ثوری، مالک، اوزاعی اور لیث بن سعد کا زمانہ پایا ہوتا تو وہی مُقدَّم ہوتے۔

(عبداللہ بن احمد بن شبویہ نے کہا:) میں نے قتیبہ سے پوچھا: احمد بن حنبل کو تابعین کے ساتھ ملایا جاتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: بڑے تابعین کے ساتھ (ملایا جاتا ہے)۔ [الجرح والتعدیل ۱/۲۹۳، ۲/۶۹ وسندہ صحیح]

امام قتیبہ نے امام احمد کو (امام) یحییٰ بن یحییٰ اور (امام) اسحاق بن راہویہ پر ترجیح دی۔

(دیکھئے الجرح والتعدیل ۱/۲۹۳، ۲/۶۹ وسندہ صحیح)

امام قتیبہ بن سعید نے فرمایا: ''**إذا رأیت الرجل یحب أحمد بن حنبل فاعلم أنه صاحب سنة وجماعة**''

جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ احمد بن حنبل سے محبت کرتا ہے تو جان لو کہ وہ سنت اور جماعت پر (یعنی پکا سنی) ہے۔

(الجرح والتعدیل ۱/۳۰۸ وسندہ صحیح)

امام قتیبہ نے فرمایا: ''**لو لا أحمد بن حنبل لمات الورع**'' اگر احمد بن حنبل نہ ہوتے تو پرہیزگاری ختم ہو جاتی۔

(حلیۃ الاولیاء ۹/۱۶۸ وسندہ صحیح)

امام قتیبہ نے مزید فرمایا: اگر ثوری نہ ہوتے تو پرہیزگاری ختم ہو جاتی اور اگر احمد نہ ہوتے تو لوگ دین میں بدعات شامل کر دیتے'' (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۴۱۷ وسندہ صحیح)

۹۔ ابوجعفر (عبداللہ بن محمد بن علی بن نفیل) النفیلی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) نے فرمایا:

''**کان أحمد بن حنبل من أعلام الدین**'' احمد بن حنبل دین کے سرداروں میں سے تھے۔

(الجرح والتعدیل ۱/۲۹۵، ۲/۶۹ وسندہ صحیح)

۱۰۔ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) نے فرمایا:

''هذا أعلم الناس بحديث الثوري'' یہ (احمد بن حنبل) لوگوں میں (میرے استاد سفیان) ثوری کی حدیث سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۱/۲۹۲، ۲/۶۸ وسندہ صحیح)

۱۱۔ امام ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۴ھ) نے فرمایا:

''انتهى العلم إلىٰ أربعة، إلى أحمد بن حنبل - وهو أفقههم فيه ..'' علم کی (ہمارے زمانے میں) انتہا چار آدمیوں (احمد، ابن المدینی، ابن معین اور ابوبکر بن ابی شیبہ) پر ہوگئی ہے۔ احمد بن حنبل پر جوان سب میں بڑے فقیہ ہیں... (الجرح والتعدیل ۱/۲۹۳ وسندہ صحیح)

۱۲۔ ابوثور ابراہیم بن خالد الفقیہ (متوفی ۲۴۰ھ) نے کہا: ''أحمد بن حنبل أعلم أو أفقه من الثوري'' احمد بن حنبل (سفیان) ثوری سے زیادہ فقیہ یا (زیادہ) عالم ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۱/۲۹۳ وسندہ صحیح)

۱۳۔ امام محمد بن مسلم بن وارہ الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۰ھ) نے امام احمد کے بارے میں فرمایا:

''كان صاحب فقه و صاحب حفظ و صاحب معرفة'' وہ فقہ، حفظ اور معرفت والے تھے۔

(الجرح والتعدیل ۱/۲۹۴ وسندہ صحیح)

۱۴۔ امام ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) نے فرمایا:

''ماأعلم في أصحابنا أسود الرأس أفقه من أحمد بن حنبل'' میں اپنے ساتھیوں میں، جن کے سر کے بال کالے ہیں، احمد بن حنبل سے زیادہ کسی کو فقیہ نہیں جانتا۔ (الجرح والتعدیل ۱/۲۹۴ وسندہ صحیح)

انھوں نے امام احمد کو امام اسحاق بن راہویہ پر ترجیح دی اور ان سے زیادہ فقیہ (افقہ) قرار دیا۔

(الجرح والتعدیل ۲/۶۹ وسندہ صحیح)

امام ابوزرعہ نے فرمایا:

''لم أزل أسمع الناس يذكرون أحمد بن حنبل ويقدمونه على يحيى بن معين وعلىٰ أبي خيثمة'' میں لوگوں سے یہی سنتا رہا ہوں کہ وہ احمد بن حنبل کو (خیر کے ساتھ) یاد کرتے اور انھیں یحییٰ بن معین اور ابوخیثمہ (زہیر بن حرب) پر ترجیح دیتے تھے۔ (الجرح والتعدیل ۲/۶۹ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے مناقب احمد (ص ۳۳۷ وسندہ صحیح) اس میں یہ الفاظ بھی زیادہ ہیں کہ (آزمائش کے بعد) آپ کا ذکر آفاق میں (چاروں طرف) پھیل گیا۔

امام ابوزرعہ نے فرمایا: ''مارأيت أحداً أجمع من أحمد بن حنبل ومارأيت أكمل منه ، اجتمع فيه زهد وفضل وفقه وأشياء كثيرة'' میں نے احمد بن حنبل سے زیادہ (صفات کا) جامع اور مکمل کوئی نہیں دیکھا۔ ان میں

زُہد، فضیلت، فقہ اور بہت سی چیزیں (خوبیاں) جمع ہوگئی تھیں۔ (الجرح والتعدیل ۱/۲۹۴ وسندہ صحیح)

۱۵۔ امام علی بن عبداللہ المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) نے فرمایا:

''ليس في أصحابنا أحفظ من أبي عبدالله أحمد بن حنبل وبلغني أنه لا يحدث إلا من كتاب ولنا فيه أسوة (حسنة)'' ہمارے ساتھیوں میں ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے بڑا حافظ کوئی نہیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ صرف کتاب سے ہی روایت بیان کرتے ہیں اور ہمارے لئے ان (کے طرزِ عمل) میں بہترین نمونہ ہے۔

(الجرح والتعدیل ۱/۲۹۵، ۲/۶۹ وسندہ حسن)

امام ابن المدینی نے فرمایا: **''أحمد بن حنبل سيدنا''** احمد بن حنبل ہمارے سردار ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء ۹/۱۶۵، ۱۷۱ وسندہ صحیح، تاریخ بغداد ۴/۴۱۷ وسندہ صحیح، مناقب احمد ص ۱۰۹ وسندہ صحیح)

۱۶۔ عمرو بن محمد بن بکیر الناقد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۲ھ) نے فرمایا:

''إذا وافقني أحمد بن حنبل علىٰ حديث فلا أبالي من خالفني''

اگر کسی حدیث (کی روایت) پر احمد بن حنبل میری موافقت کردیں تو مجھے (پھر) کسی کی مخالفت کی پروا نہیں۔

(الجرح والتعدیل ۱/۲۹۶ وسندہ حسن)

۱۷۔ ابوالیمان الحکم بن نافع الحمصی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۲ھ) نے فرمایا:

''كنت أشبه أحمد بن حنبل بأرطاة بن المنذر''

میں احمد بن حنبل کو ارطاۃ بن المنذر سے تشبیہ دیتا تھا۔ (الجرح والتعدیل ۱/۲۹۷ وسندہ صحیح)

ارطاۃ بن المنذر الحمصی: ثقہ تھے (دیکھئے تقریب التہذیب: ۲۹۸)

انھوں نے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔ (تہذیب الکمال ۱/۴۹۷)

ذہبی نے فرمایا: **''ثقة إمام''** (الکاشف ۱/۵۵ ت ۲۴۷)

۱۸۔ محدث کبیر امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۹ھ) فرماتے ہیں:

''ما رأيت يزيد بن هارون لأحد أشد تعظيماً منه لأحمد بن حنبل، وكان يقعده إلىٰ جنبه إذا حدثنا، ومرض أحمد فركب إليه يزيد بن هارون وعاده''

میں نے یزید بن ہارون کو احمد بن حنبل سے زیادہ کسی کی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ حدیث بیان کرتے وقت انھیں (احمد کو) اپنے پاس بٹھاتے تھے اور جب احمد بیمار ہوئے تو یزید بن ہارون سوار ہو کر اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ (الجرح والتعدیل ۱/۲۹۷ وسندہ صحیح)

امام یزید بن ہارون الواسطی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) امام احمد کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔

(دیکھئے الجرح والتعدیل ۱/۲۹۷ وسندہ صحیح)

آپ امام احمد کی بڑی عزت کرتے تھے۔ دیکھئے مناقب احمد (ص ۶۸ وسندہ صحیح)

۱۹۔ اسماء الرجال کے جلیل القدر امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

''**أراد الناس أن أكون مثل أحمد بن حنبل ، لا والله ماأكون مثل أحمد أبداً**''

لوگ چاہتے ہیں کہ میں بھی احمد بن حنبل جیسا ہو جاؤں، ہرگز نہیں، میں احمد جیسا واللہ کبھی نہیں ہو سکوں گا۔

(الجرح والتعدیل ۱/۲۹۸ وسندہ صحیح)

ابوالعباس محمد بن الحسین بن عبدالرحمٰن الانماطی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۳ھ) فرماتے ہیں:

''**كنا في مجلس فيه يحيى بن معين وأبو خيثمة زهير بن حرب وجماعة من كبار العلماء ، فجعلوا يثنون علىٰ أحمد بن حنبل ، ويذكرون من فضائله. فقال رجل: لاتكثروا بعض هذا القول، فقال يحيى بن معين : و كثرة الثناء علىٰ أحمد بن حنبل يستكثر؟ لو جالسنا مجالسنا بالثناء عليه ماذكرنا فضائله بكما لها**''

ہم ایک مجلس میں تھے جس میں یحییٰ بن معین، ابوخیثمہ زہیر بن حرب اور بڑے علماء کی ایک جماعت موجود تھی۔ وہ احمد بن حنبل کی تعریف اور فضائل بیان کر رہے تھے تو ایک آدمی نے کہا: ایسی باتیں زیادہ نہ کریں۔ یحییٰ بن معین نے فرمایا: کیا احمد بن حنبل کی زیادہ تعریف زیادتی ہے؟ اگر ہم اپنی (ساری) مجلسوں میں ان کی تعریف بیان کرتے رہیں تو بھی اُن کے مکمل فضائل بیان نہیں کر سکتے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۶۹، ۱۷۰ وسندہ صحیح، تاریخ بغداد ۴/۴۲۱ وسندہ صحیح)

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا:

''**مارأيت مثل أحمد بن حنبل ، صحبناه خمسين سنة، ما افتخر علينا بشيءٍ مما كان فيه من الصلاح والخير**'' میں نے احمد بن حنبل جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ ہم نے پچاس سال اُن کی مصاحبت (دوستی) کی ہے، ان کے اندر جو نیکی اور خیر تھی اس کا انھوں نے ہم پر کبھی فخر نہیں کیا۔ (حلیۃ الاولیاء ۹/۱۸۱ وسندہ صحیح)

۲۰۔ محدث ابوجعفر محمد بن ہارون المخرمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۵ھ) نے فرمایا:

''**إذا رأيت الرجل يقع في أحمد بن حنبل فاعلم أنه مبتدع ضال**'' جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو احمد بن حنبل کو بُرا کہتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ شخص بدعتی گمراہ ہے۔ (الجرح والتعدیل ۱/۳۰۹ وسندہ صحیح)

۲۱۔ محدث احمد بن عبداللہ بن یونس الیربوعی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) نے فرمایا:

''**فى الجنة قصر لايدخله إلانبي أو صديق أو محكم في نفسه**'' جنت میں ایک محل ہے جس میں صرف نبی، صدیق اور ''محکم فی نفسہ'' (جو اپنے نفس میں ثابت قدم رہے) ہی داخل ہوں گے۔

پوچھا گیا کہ: ''المحکم في نفسه'' کون ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: ''أحمد بن حنبل المحکم في نفسه'' احمد بن حنبل ''محکم في نفسه'' تھے۔ (الجرح والتعدیل ۱/۳۱۰ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ احمد بن یونس رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل کو اپنے خیال میں جنتی سمجھتے تھے۔ یہ بہت بڑی توثیق ہے کیونکہ جنتی ہونا اعلیٰ درجے کی توثیق ہے۔

تنبیہ: وحی کے بغیر کسی کو جنتی کہنا ظن وقیاس اور ذاتی تحقیق پر مبنی ہے لیکن اس سے حجت پکڑنا صحیح نہیں ہے۔

۲۲۔ مشہور زاہد ابو نصر بشر بن الحارث الحافی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) نے احمد بن حنبل کے موقف کو ''مقام الانبیاء'' (نبیوں کی طرح ثابت قدم رہنے کا مقام) قرار دے کر فرمایا:

''حفظ الله أحمد من بین یدیه ومن خلفه'' اللہ نے احمد کو آگے اور پیچھے (یعنی ہر طرف) سے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ (الجرح والتعدیل ۱/۳۱۰ وسندہ صحیح)

بشر بن الحارث نے مزید فرمایا: ''ابن حنبل أدخل الکیر فخرج ذهبه أحمر''

(احمد) بن حنبل بھٹی میں داخل کئے گئے اور سونا بن کر نکلے۔ (تاریخ دمشق ۵/۳۰۷ وسندہ حسن)

۲۳۔ محدث علی بن حجر بن ایاس السعدی المروزی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۴ھ) نے امام احمد رحمہ اللہ کی وفات پر درج ذیل اشعار پڑھ کر اپنے غم کا اظہار کیا:

''
۱: نعی لي إبراهیم أورع عالم — سمعت به من معدم ومخول

۲: إماماً علیٰ قصد السبیل وسنة النبي — أمین الله آخر مرسل

۳: صبوراً علیٰ مانابه متوکلاً — علیٰ ربه في ذاک حق التوکل

۴: فقلت وفاض الدمع مني بأربع — علی النحر فیضاً کالجمان المفصل

۵: سلام عدید القطر والنجم والثری — علیٰ أحمد البر التقي ابن حنبل

۶: ألا فتأهب للمنا یا فإنما البقاء — قلیل بعد ذلک یا علي

۷: کأنک قد وسدت کفک عاجلاً — وغودرت منسیاً بأوحش منزل

۸: مقیماً به یسفي علیٰ قبرک الثری — عواصف ریح من جنوب وشمأل''

۱: ابراہیم نے مجھے دنیا کے متقی ترین آدمی کی وفات کی خبر سنائی، جس سے بڑھ کر خاندانی شرافت والی شخصت کا نام ہمارے کانوں تک نہیں پہنچا۔

۲: اللہ کے آخری رسول، نبی امین کی سنت اور سیدھے راستے پر چلنے والے امام تھے۔

۳: انھیں جو مصیبتیں پہنچیں ان پر صبر کرنے والے اور اپنے رب پر توکل کا حق ادا کرنے والے متوکل تھے۔

۴: میں نے کہا اور میرے آنسو چاروں طرف سے سینے پر بہنے لگے جیسے موتیوں کی ٹوٹی ہوئی لڑیاں ہیں۔

۵: نیک اور متقی احمد بن حنبل پر ریت کے ذروں، ستاروں اور بارش کے قطروں کے برابر سلام (ہی سلام) ہو۔

۶: ہوش کرو اور موت کی تیاری کرو کیونکہ یقیناً اس کے بعد اے علی (بن حجر) بقاء (بہت) تھوڑی ہے۔

۷: گویا تُو ہتھیلی کو تکیہ بنائے سویا ہوا ہے اور جلدی ہی تجھے وحشت ناک ترین مقام میں پہنچا کر بھلا دیا گیا ہے۔

۸: تو یہاں رہے گا اور جنوب و شمال کی تیز ہوائیں تیری قبر پر مٹی (گرد) اُڑائیں گی۔

(الجرح والتعدیل ج ۱ ص ۳۱۳ وسندہ صحیح)

۲۴۔ محدث ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن داود بن عامر الھمدانی الخریبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) نے فرمایا:

'' اوزاعی اپنے زمانے میں سب سے افضل تھے اور ان کے بعد ابو اسحاق الفزاری سب سے افضل تھے۔'' تو نصر بن علی بن نصر بن علی الجہضمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۰ھ) نے فرمایا:

''**وأنا أقول : كان أحمد بن حنبل أفضل أهل زمانه** '' اور میں کہتا ہوں کہ احمد بن حنبل اپنے زمانے میں سب سے افضل تھے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۶۷ وسندہ صحیح، تاریخ بغداد ۴/ ۴۱۷ وسندہ صحیح)

۲۵۔ امام ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم بن بشیر الحربی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۵ھ) نے فرمایا:

'' **سعيد بن المسيب في زمانه وسفيان الثوري في زمانه وأحمد بن حنبل في زمانه** ''

سعید بن مسیّب اپنے زمانے میں (امام) تھے اور سفیان ثوری اپنے زمانے میں (امام) تھے اور احمد بن حنبل اپنے زمانے میں (امام) تھے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۶۷ وسندہ صحیح، تاریخ بغداد ۴/ ۴۱۷ وسندہ صحیح)

ابراہیم الحربی نے فرمایا: '' **قد رأيت رجالات الدنيا ، لم أر مثل ثلاثة، رأيت أحمد بن حنبل - وتعجز النساء أن تلد مثله** '' **إلخ**

میں نے دنیا کے مرد دیکھے ہیں مگر تین آدمیوں جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے احمد بن حنبل کو دیکھا ہے اس جیسا (بچہ) جننے سے عورتیں عاجز ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۷ ص ۳۲ وسندہ صحیح، ابوالحسن بن دلیل ھو علی بن الحسن بن دلیل)

۲۶۔ محدث اسماعیل بن خلیل الخزاز رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۵ھ) نے فرمایا:

'' **لو كان أحمد بن حنبل في بني إسرائيل لكان آية** ''

اگر احمد بن حنبل بنی اسرائیل میں ہوتے تو نشانی ہوتے یعنی لوگ انھیں بڑی نشانی تسلیم کر لیتے۔

(تاریخ بغداد ۴/ ۴۱۸ وسندہ صحیح)

۲۷۔ امام محمد بن یحییٰ النیسابوری الذہلی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۸ھ) کو جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پہنچی تو انھوں نے فرمایا: '' **ينبغي لكل أهل دار ببغداد أن يقيموا علىٰ أحمد بن حنبل النياحة في دورهم** ''

تمام بغدادیوں کو چاہئے کہ اپنے محلوں (اور گھروں) میں (امام) احمد بن حنبل کا غم کریں۔
(حلیۃ الاولیاء ۹/۱۷۰ وسندہ صحیح)

یہاں غم سے شیعوں والا ماتم مراد نہیں بلکہ غم اور افسوس مراد ہے۔

۲۸۔ امام ابو الولید ہشام بن عبدالملک الطیالسی الباہلی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) نے فرمایا:

'' ما بالبصر تين - يعني بالبصرة و الكوفة - أحد أحب إلي من أحمد بن حنبل '' إلخ

مجھے بصرہ اور کوفہ میں احمد بن حنبل سے زیادہ محبوب اور کوئی نہیں ہے۔
(حلیۃ الاولیاء ۹/۱۷۱ وسندہ حسن، وتاریخ دمشق ۵/۲۹۹ وسندہ حسن)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو الولید نے (بصرہ میں) فرمایا: ''لو أن الذي نزل بأحمد بن حنبل كان في بني إسرائيل ، كان أحدوثة '' احمد بن حنبل کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے یہ اگر بنی اسرائیل میں ہوتا تو یہ بڑا موضوعِ سخن ہوتا۔ (التاریخ الصغیر/ الاوسط للبخاری ج ۲ ص ۳۴۴ وسندہ صحیح، الکامل لابن عدی ۱/۱۲۷ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۱/۲۱۰)

۲۹۔ محدث کبیر ابو عاصم الضحاک بن مخلد النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) اپنے شاگرد احمد بن منصور سے فرماتے ہیں:

'' اقرئ الرجل الصالح أحمد بن حنبل السلام''

نیک انسان احمد بن حنبل کو (میرا) سلام کہنا۔ (حلیۃ الاولیاء ۹/۱۷۲ وسندہ صحیح)

۳۰۔ مشہور امام اور فقیہ ابو محمد اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی المروزی عرف اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۸ھ) نے فرمایا: '' لولا أحمد بن حنبل وبذل نفسه لمابذ لها له لذهب الإسلام ''

اگر احمد بن حنبل نہ ہوتے اور وہ جان کی بازی نہ لگاتے تو (میرے خیال میں) اسلام ختم ہو جاتا۔
(حلیۃ الاولیاء ۹/۱۷۱ وسندہ حسن)

۳۱۔ محدث ابو الحسن ادریس بن عبدالکریم الحداد المقرئی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۲ھ) نے فرمایا:

'' رأيت علماء نا مثل الهيثم بن خارجة، ومصعب الزبيري، ويحيى بن معين، وأبي بكر بن أبي شيبة، وعثمان بن أبي شيبة، وعبدالأعلىٰ بن حماد النرسي، ومحمد بن عبدالملك بن أبي الشوارب، و علي بن المديني، وعبيد الله بن عمر القواريري، وأبي خيثمة زهير بن حرب، وأبي معمر القطيعي ، ومحمد بن جعفر الوركاني، وأحمد بن محمد بن أيوب صاحب المغازي، ومحمد بن بكاربن الريان، وعمرو بن محمد الناقد ويحيى بن أيوب المقابري العابد، وشريح بن يونس، وخلف بن هشام البزار، وأبى الربيع الزهراني، فيمن لاأحصيهم من أهل العلم والفقه، يعظمون أحمد بن حنبل ويجلونه ويوقرونه ويبجلون

ویقصدونه للسلام علیه ''

میں نے اپنے علماء دیکھے ہیں جیسے ہیثم بن خارجہ، مصعب الزبیری، یحییٰ بن معین، ابوبکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، عبدالاعلیٰ بن حماد النرسی، محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب، علی بن المدینی، عبیداللہ بن عمر القواریری، ابوخیثمہ زہیر بن حرب، ابومعمر القطیعی، محمد بن جعفر الورکانی، احمد بن محمد بن ایوب صاحب المغازی، محمد بن بکار بن الریان، عمرو بن محمد الناقد، یحییٰ بن ایوب المقابری العابد، سریج (صح) بن یونس، خلف بن ہشام البزار، ابوالربیع الزہرانی اور لاتعداد اہلِ علم واہلِ فقہ کو (اس پر) پایا ہے۔ وہ (سب) احمد بن حنبل کی تعظیم کرتے تھے۔ انھیں جلیل القدر سمجھتے اور عزت کرتے تھے۔ ان کا احترام کرتے اور انھیں سلام کہنے یا بھیجنے کا قصد کرتے رہتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء ۹/۱۷۰ وسندہ صحیح، تاریخ بغداد ج ۴ ص ۴۱۶ وسندہ صحیح، تاریخ دمشق ۵/۳۱۲)

۳۲۔ ابوعلی الحسن بن الربیع البجلی الکوفی البورانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۰ھ) نے کہا:

'' ما شبهت أحمد بن حنبل إلا بابن المبارك في سمته وهيئته ''

میں ہیئت اور صورت میں احمد بن حنبل کو (امام) ابن المبارک (رحمہ اللہ) سے ہی تشبیہ دیتا تھا۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵ ص ۲۹۹ وسندہ حسن)

الحسن بن ربیع رحمہ اللہ امام احمد کو یاد کر کے خوش ہوتے تھے۔ (دیکھئے الجرح والتعدیل ۱/۲۹۸ وسندہ صحیح)

۳۳۔ امام ابوالفضل عباس بن عبدالعظیم بن اسماعیل العنبری البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰ھ) نے فرمایا:

'' رأيت ثلاثة ، جعلتهم حجة لي فيما بيني و بين الله تعالىٰ: أحمد بن حنبل وزيد بن المبارك وصدقة بن الفضل ''

میں نے تین ایسے آدمیوں کو دیکھا ہے جنھیں میں نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان (روایتِ حدیث میں) حجت بنا لیا ہے: احمد بن حنبل، زید بن المبارک اور صدقہ بن الفضل۔ (سوالات البرقانی، قلمی، ورقہ ۱۴ [وسندہ صحیح] بحوالہ موسوعہ اقوال الدارقطنی ج ۱ ص ۸۳، ورواہ ابن عساکر ۵/۳۰۱ عن البرقانی بہ)

۳۴۔ ایک راویِ حدیث مہنا بن یحییٰ الشامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' ما رأيت أحدًا أجمع لكل خير من أحمد بن حنبل ، ورأيت سفيان بن عيينة و وكيعًا وعبدالرزاق وبقية بن الوليد وضمرة بن ربيعة و كثيرًا من العلماء فما رأيت مثل أحمد بن حنبل ، في علمه وفقهه وزهده و ورعه ''

میں نے احمد بن حنبل سے زیادہ ہر خیر کا مجموعہ کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے سفیان بن عیینہ، وکیع، عبدالرزاق، بقیہ بن الولید، ضمرہ بن ربیعہ اور بہت سے علماء کو دیکھا ہے مگر علم، فقہ، زُہد اور پرہیزگاری میں احمد بن حنبل جیسا کوئی نہیں

دیکھا۔(حلیۃ الاولیاء ۱۶۵/۹، ۴۷اوسندہ صحیح ، تاریخ دمشق ۳۰۵/۵ وسندہ صحیح)

تنبیہ: مہنیٰ بن یحییٰ جمہور کے نزدیک موثق راوی ہیں لہٰذا حسن الحدیث ہیں۔ ان پر محمد بن الحسین الازدی (بذاتِ خود ضعیف ومجروح) کی جرح مردود ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے لسان المیزان (۱۰۸/۶، ۱۰۹)

۳۵۔ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعید البوشنجی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) نے فرمایا:

۱: '' إن ابن حنبل إن سألت - إمامنا   وبه الأئمة فی الأنام تمسكوا

۲: خلف النبي محمدًا بعد الألي   كانوا الخلائف بعده فاستهلكوا

۳: حذ والشراک علی الشراک وإنما   یحذو المثال مثاله المتمسک ''

۱: بے شک اگر تُو پوچھے تو (احمد) بن حنبل ہمارے امام ہیں۔ مخلوق میں اماموں نے (حدیث وفقہ میں) انھیں امام بنایا ہے۔

۲: نبی محمد (ﷺ) کے خلفاء کی وفات کے بعد آپ (ﷺ) کے وارث (امام احمد) ہوئے۔

۳: نقشِ قدم پر چلنے والے اور ان کی سیرت وکردار کی مکمل مثالی تصویر ہیں۔ (تاریخ دمشق ج ۵ ص ۳۳۱ وسندہ حسن)

۳۶۔ امام ابویوسف یعقوب بن سفیان الفارسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) نے فرمایا:

'' كتبت عن ألف شيخ ، حجتي فيما بيني وبين الله رجلان... حجتي أحمد بن حنبل وأحمد ابن صالح المصري ''

میں نے ایک ہزار استادوں سے احادیث لکھی ہیں، میرے اور اللہ کے درمیان (حدیث میں) حجت دو آدمی ہیں... میرے نزدیک احمد بن حنبل اور احمد بن صالح المصری (حدیث میں) حجت ہیں۔

(تاریخ بغداد ۱۹۹/۴، ۲۰۰ وسندہ صحیح، مناقب الامام احمد لابن الجوزی ۱۳۱/۱ وسندہ صحیح)

۳۷۔ امام ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں:

'' كان أبو عمر عيسٰى بن محمد بن النحاس الرملي من عبادالمسلمين ، فدخلت يومًا عليه فقال لي : كتبت عن أحمد بن حنبل شيئًا ؟ قلت : نعم، قال: فأمل علي، فأمليت عليه ما حفظت من حديث أحمد بن حنبل ''

ابوعمر عیسٰی بن محمد بن النحاس الرملی (رحمہ اللہ، متوفی ۲۵۶ھ) عبادت گزار مسلمانوں میں سے تھے۔ میں ایک دن اُن کے پاس گیا تو انھوں نے پوچھا: کیا تم نے احمد بن حنبل سے کچھ لکھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے فرمایا: مجھے (بھی) لکھاؤ۔ تو میں نے احمد بن حنبل کی حدیثیں انھیں لکھوائیں جو مجھے یاد تھیں۔ (الجرح والتعدیل ۲۹۸/۱ وسندہ صحیح)

تنبیہ: صحیح لفظ ابوعمیر ہے۔ دیکھئے مناقب الامام احمد لابن الجوزی (ص ۱۳۲) والحمد للہ

۳۸۔ محدث کبیر ابن محدث کبیر، امام ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے فرمایا:

'' ومن العلماء الجهابذة النقاد من الطبقة الثالثة من أهل بغداد ، أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني رحمه الله''

اہلِ بغداد کے تیسرے طبقہ میں، کھرے کھوٹے کو پرکھنے والے علماء میں سے ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی رحمہ اللہ تھے۔ (الجرح والتعدیل ۱/۲۹۲)

امام ابن ابی حاتم نے امام احمد کے مناقب میں ایک کتاب ''مناقب احمد'' لکھی۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۱ ص ۱۷۸)

۳۹۔ امامِ اسماء الرجال ابوسعید یحییٰ بن سعید بن فروخ القطان البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) نے فرمایا:

'' ما قدم عليّ مثل هٰذين الرجلين : أحمد بن حنبل ويحيى بن معين ''

ان دو آدمیوں: احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین جیسا کوئی آدمی میرے پاس نہیں آیا۔ (حلیۃ الاولیاء ۹/۱۶۵ وسندہ حسن)

تنبیہ: محمد بن علی السمسار سے ایک جماعت نے روایت لی ہے اور ذہبی نے کہا کہ اسے دارقطنی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ (دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی ج ۲۱ ص ۲۸۱)

یحییٰ القطان نے فرمایا: ''ما قدم عليّ من بغداد أحد أحبّ إليّ من أحمد بن حنبل ''

میرے پاس بغداد سے احمد بن حنبل سے زیادہ کوئی محبوب شخص نہیں آیا۔ (تاریخ دمشق ج ۵ ص ۲۹۵ وسندہ حسن)

۴۰۔ محدث ابوسہل الہیثم بن جمیل البغدادی الانطاکی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) نے فرمایا:

'' وأظن إن عاش هٰذا الفتى أحمد بن حنبل سيكون حجة علىٰ أهل زمانه ''

میرا خیال ہے کہ اگر یہ نوجوان احمد بن حنبل زندہ رہا تو اپنے زمانے والوں پر (حدیث میں) حجت ہوگا۔

(حلیۃ الاولیاء ۹/۱۶۷ وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جوانی میں بھی اہلِ سنت کے بڑے اماموں میں سے تھے، اسی وجہ سے اُن کے اُستاد انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔

۴۱۔ جلیل القدر امام ابوخیثمہ زہیر بن حرب بن شداد النسائی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) امام احمد رحمہ اللہ کی تعریف کرتے اور ان کے فضائل بیان کرتے تھے۔ دیکھئے: ۱۹، ۳۱

۴۲۔ محدث الہیثم بن خارجہ البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے: ۳۱

۴۳۔ انساب کے ماہر ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت الزبیری الاسدی المدنی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۶ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے: ۳۱

۴۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ کے مصنف امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۵ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے: ۳۱

۴۵۔ محدث عثمان بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۹ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۴۶۔ ابو یحییٰ عبدالاعلیٰ بن حماد بن نصر الباہلی البصری النرسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۶ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۴۷۔ امام مسلم کے استاد محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۴ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۴۸۔ ابوسعید عبیداللہ بن عمر بن میسرہ القواریری البصری البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۶ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۴۹۔ ابومعمر اسماعیل بن ابراہیم بن معمر بن الحسن الہذلی القطیعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۶ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

ابومعمر نے امام احمد کو خوش خبری دی۔ (دیکھئے حلیۃ الاولیاء ۹/۱۹۴ وسندہ صحیح)

۵۰۔ امام احمد سے پہلے فوت ہو جانے والے امام ابوعمران محمد بن جعفر بن زیاد الورکانی الخراسانی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۸ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۵۱۔ جمہور کے نزدیک موثق راوی ابوجعفر احمد بن محمد بن ایوب رحمہ اللہ، صاحب المغازی (متوفی ۲۲۸ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۵۲۔ ابوعبداللہ محمد بن بکار بن الریان الہاشمی البغدادی الرصافی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۸ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۵۳۔ یحییٰ بن ایوب المقابری البغدادی العابد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) امام احمد بن حنبل کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۵۴۔ ابوالحارث سریج (صح) بن یونس بن ابراہیم البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۵ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۵۵۔ قاری خلف بن ہشام بن ثعلب البزار البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۹ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۵۶۔ ابوالربیع سلیمان بن داود الزہرانی العتکی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) امام احمد کی تعریف وثنا بیان فرماتے تھے۔ دیکھئے:۳۱

۵۷۔ امام ابومحمد عبداللہ بن علی بن الجارود النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۷ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''المنتقیٰ'' میں

امام احمد سے روایت لی ہے۔ (دیکھئے منتقی ابن الجارود: ۴۹۵، ۸۷۹)
معلوم ہوا کہ ابن الجارود رحمہ اللہ، امام احمد کو ثقہ وصدوق سمجھتے تھے۔

۵۸۔ امام ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ) نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو اسماء الرجال کے ائمہ جرح وتعدیل میں امام ابن المدینی اور امام ابن معین وغیرہما سے پہلے ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف وثنا نقل کی ہے۔ دیکھئے الکامل فی ضعفاء الرجال (ج ا ص ۱۲۷، ۱۲۸ دوسرا نسخہ ج ا ص ۲۱۰ تا ۲۱۲)

۵۹۔ بہت سی کتابوں کے مصنف المحدث الصدوق امام ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۷ھ) نے فرمایا: '' **حدثنا أحمد بن حنبل ، إمام الدنیا** ''
ہمیں (ساری) دنیا کے (حدیث میں) امام احمد بن حنبل نے حدیث سنائی۔ (الکامل لابن عدی ج ا ص ۱۲۸ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ج ا ص ۲۱۱)

۶۰۔ محدثِ صدوق ابوعمرو ہلال بن العلاء بن ہلال بن عمر الباہلی الرقی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۰ھ) نے فرمایا:

'' **منّ اللّٰہ علیٰ ھٰذہ الأمة بأربعة ولولا ھم لھلک الناس : منّ اللّٰہ علیھم بالشافعي ، حتی بیّن المجمل من المفسر ، والخاص من العام والناسخ من المنسوخ ، ولولاہ لھلک الناس ، ومن اللّٰہ علیھم بأحمد بن حنبل حتی صبر فی المحنة والضرب فنظر غیرہ إلیه فصبر ، ولم یقولوا بخلق القرآن ، ولولاہ لھلک الناس ، ومنّ اللّٰہ علیھم بیحیی بن معین حتی بیّن الضعفاء من الثقات ، ولولاہ لھلک الناس ، ومنّ اللّٰہ علیھم بأبي عبیدحتی فسّر غریب حدیث رسول اللّٰہ ﷺ ولولاہ لھلک الناس** ''

اللہ نے اس اُمت پر چار آدمیوں کے ذریعے (بڑا) احسان فرمایا ہے، اگر یہ نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہوجاتے۔ اللہ نے (امام محمد بن ادریس) الشافعی کے ذریعے احسان فرمایا: انھوں نے مجمل اور مفسر، خاص وعام اور ناسخ ومنسوخ واضح کردیئے، اگر وہ نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہوجاتے۔ اور اللہ نے (مسلمانوں پر) احمد بن حنبل کے ذریعے احسان فرمایا۔ وہ آزمائش اور (شدید) مار میں صبر وتحمل سے ثابت قدم رہے تو دوسرے لوگ بھی انھیں دیکھ کر ثابت قدم بن گئے اور قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہیں کیا۔ اگر وہ (احمد بن حنبل) نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔ اور اللہ نے (مسلمانوں پر) یحییٰ بن معین کے ذریعے احسان فرمایا۔ انھوں نے ثقہ راویوں (کی جماعت) سے ضعیف راویوں کو علیحدہ کرکے بیان کردیا۔ اگر وہ (یحییٰ بن معین) نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہوجاتے۔ اور اللہ نے (مسلمانوں پر) ابوعبید (القاسم بن سلام) کے ذریعے احسان فرمایا: انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے مشکل الفاظ کی تفسیر بیان کردی۔ اگر وہ (ابوعبید) نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہوجاتے۔ (الکامل لابن عدی ج ا ص ۱۲۸ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ج ا ص ۲۱۲)

ہلال بن العلاء رحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

'' شيئان لولم يكونا فی الدنيا لاحتاج الناس إليهما ، محنة أحمد بن حنبل ، لولاها لصار الناس جهمية، ومحمد بن إدريس الشافعي فإنه فتح للناس الأقفال ''

دو چیزیں اگر دنیا میں نہ ہوتیں تو لوگ ان کے (سخت) محتاج ہوتے۔ احمد بن حنبل کی آزمائش اگر نہ ہوتی تو سارے لوگ (اہلِ سنت کا مذہب چھوڑ کر) جہمی ہو جاتے۔ اور محمد بن ادریس الشافعی، انھوں نے لوگوں کے لئے (بند) تالے کھولے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۸۱ وسندہ صحیح)

۶۱۔ ثقہ فقیہ عابد، ابو عمران موسیٰ بن حزام الترمذی البلخی رحمہ اللہ (متوفی تقریباً ۲۵۱ھ) فرماتے ہیں:

'' كنت اختلف إلىٰ أبي سليمان الجورجاني في كتب محمد بن الحسن فاستقبلني أحمد بن حنبل عندالجسر ، فقال لي: إلىٰ أين ؟ فقلت : إلىٰ أبي سليمان . فقال: العجب منكم ، تركتم إلى النبي ﷺ ثلاثة وأقبلتم علىٰ ثلاثة، إلىٰ أبي حنيفة، فقلت : كيف يا أبا عبدالله؟ قال: يزيد بن هارون - بواسط- يقول: حدثنا حميد عن أنس قال قال رسول الله ﷺ ، وهٰذا يقول: حدثنا محمد بن الحسن عن يعقوب عن أبي حنيفة، قال موسىٰ بن حزام : فوقع في قلبي قوله، فاكتريت زورقًا من ساعتي فانحدرت إلىٰ واسط فسمعت من يزيد بن هارون ''

میں محمد بن الحسن (بن فرقد الشیبانی) کی کتابوں کے بارے میں ابو سلیمان (موسیٰ بن سلیمان) الجوزجانی (صح) کے پاس جایا کرتا تھا تو (ایک دن) احمد بن حنبل نے پل کے پاس مجھے دیکھا اور پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: ابو سلیمان کے پاس، انھوں نے فرمایا: تم پر تعجب ہے۔ تم نے نبی ﷺ تک تین (راویوں) کو چھوڑ دیا ہے اور تین (دوسرے لوگوں) کے پیچھے پڑے ہوئے ہو جو تمھیں ابو حنیفہ تک پہنچاتے ہیں۔ میں نے کہا: اے ابو عبداللہ! آپ کا کیا مطلب ہے؟۔ انھوں نے فرمایا: واسط (شہر) میں یزید بن ہارون کہہ رہے ہیں: ہمیں حمید (الطّویل) نے انس (بن مالک) سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور یہ (ابو سلیمان) کہتا ہے: ہمیں محمد بن الحسن (الشیبانی) نے یعقوب (قاضی ابو یوسف) سے حدیث بیان کی وہ ابو حنیفہ سے بیان کرتے ہیں۔ موسیٰ بن حزام نے کہا: میرے دل میں آپ کی بات بیٹھ گئی تو میں نے ایک کشتی کرائے پر لی اور اسی وقت یزید بن ہارون سے (حدیثیں) سننے کے لئے واسط چلا گیا۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۸۵ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ موسیٰ بن حزام رحمہ اللہ کے نزدیک امام احمد رحمہ اللہ کی بہت عزت اور عظیم مقام تھا۔

۶۲۔ ابو الحسن عبدالوہاب بن عبدالحکم بن نافع الوراق البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۱ھ) نے فرمایا:

'' وكان أعلم أهل زمانه '' اور (امام احمد بن حنبل) اپنے زمانے میں سب سے بڑے عالم تھے۔

(تاریخ بغداد ج ۴ ص ۴۱۸، ۴۱۹ وسندہ حسن، خطاب بن بشر: محلّہ الصدق، ورواہ ابن الجوزی فی مناقب الامام احمد ص ۱۴۲)

عبدالوہاب الوراق نے مزید فرمایا:

'' أبو عبدالله أمامنا وهو من الراسخين في العلم، إذا وقعت غدًا بيني يدي الله عزوجل فسألني بمن اقتديت؟ أقول : بأحمد ، وأي شيءٍ ذهب علٰى أبي عبدالله من أمر الإسلام وقد بلي عشرين سنة في هٰذا الأمر''

ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) ہمارے آگے ہیں اور وہ راسخین فی العلم (پختہ کار علماء) میں سے ہیں۔ اگر میں کل اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہوا اور اُس نے اگر پوچھا کہ تو نے کس کی اقتدا (بالدلیل) کی تھی؟ تو میں کہوں گا: احمد (بن حنبل) کی۔ اسلام کی کون سی چیز ہے جو ابوعبداللہ (احمد) سے مخفی رہی ہے وہ اس دین میں بیس سال (۲۰) آزمائے گئے ہیں۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۱۴۲ وسندہ حسن)

تنبیہ: اس روایت میں ابن الجوزی کا استاد ابوبکر محمد بن ابی طاہر عبدالباقی البزاز، قاضی المرستان صدوق حسن الحدیث ہے، جمہور نے اس کی توثیق کی ہے۔

۶۳۔ امام احمد کے استاد اور صحیحین کے ثقہ فاضل راوی ابویوسف یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۸ھ) کے بارے میں مہنا بن یحییٰ (تقدم: ۳۴) نے فرمایا:

'' رأيت يعقوب بن إبراهيم بن سعد الزهري حين أخرج أحمد بن حنبل من الحبس وهو يقبل جبهة أحمد و وجهه ''

میں نے دیکھا جب احمد بن حنبل جیل سے باہر آئے تو یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری ان کی پیشانی اور چہرہ چومنے لگے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۷۲ وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ امام احمد کو کئی بار جیل میں رکھا گیا۔ مہنا کا بیان کردہ یہ وقعہ ۲۰۸ھ سے پہلے یا ۲۰۸ھ کا ہے۔ نیز دیکھئے مناقب الامام احمد (ص ۲۱۵ وسندہ حسن)

۶۴۔ مہنا بن یحییٰ (صدوق تقدم: ۳۴) فرماتے ہیں:

'' ورأيت سليمان بن داود الهاشمي يقبل جبهة أحمد ورأسه ''

میں نے دیکھا کہ (ابوایوب) سلیمان بن داود (بن داود بن علی بن عبداللہ بن عباس) الہاشمی (البغدادی الفقیہ رحمہ اللہ متوفی ۲۱۹ھ) احمد کی پیشانی اور سر چوم رہے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء ۹/ ۱۷۲ وسندہ حسن)

۶۵۔ محدث کبیر احمد بن ابراہیم بن کثیر بن زید الدورقی النکری البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۶ھ) نے مکہ میں (امام احمد) ابن حنبل کو دیکھا۔ آپ کا بدن انتہائی کمزور ولاغر تھا اور تکلیف ومشقت کے اثرات آپ پر واضح تھے تو انھوں نے کہا:

'' يا أبا عبدالله! لقد شققت علٰى نفسک في خروجک إلٰى عبدالرزاق ''

اے ابوعبداللہ! آپ نے (صنعاء یمن میں) عبدالرزاق کی طرف جا کر اپنے آپ کو بہت مشقت میں مبتلا کیا ہے۔ تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ہمیں عبدالرزاق سے جو (حدیثی) فائدے ملے ہیں۔ یہ مشقت ان کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۱۸۴/۹ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ محدث الدورقی، امام احمد کا بہت خیال رکھتے تھے۔

خطیب بغدادی نے احمد بن ابراہیم۔ الدورقی سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے:

'' من سمعتموه يذكر أحمد بن حنبل بسوء فاتهموه على الإسلام ''

تم اگر کسی شخص سے (امام) احمد بن حنبل کی بُرائی سنو تو اس شخص کے اسلام (مسلمان ہونے) پر تہمت لگاؤ۔

(تاریخ بغداد ج ۴ ص ۴۲۰ وسندہ حسن غریب، مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۴۹۴، ۴۹۵)

معلوم ہوا کہ احمد بن ابراہیم رحمہ اللہ اس شخص کو پکا مسلمان نہیں سمجھتے تھے جو امام احمد کو بُرا کہتا تھا۔ وہ ایسے شخص کو بدعتی اور گمراہ سمجھتے تھے۔

تحقیقِ سند: ابوعبدالرحمٰن (صح) محمد بن یوسف النیسابوری صدوق تھے۔ (تاریخ بغداد ۴۱۱/۳)

محمد بن حمزہ الدمشقی ثقہ تھے اور تشیع کے قائل تھے (تاریخ دمشق ۳۸۱/۵۵)

یوسف بن القاسم القاضی ثقہ تھے (تاریخ دمشق ۲۳۴/۶۹)

ابویعلیٰ (احمد بن علی بن المثنی) التمیمی (الموصلی) مشہور ثقہ امام اور مسند ابی یعلیٰ کے مصنف ہیں۔ والحمد للہ

۶۶۔ المستدرک اور تاریخ نیشاپور کے مصنف ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحافظ الحاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے امام احمد بن حنبل کو (فقهاء الإسلام) فقہاءِ اسلام میں ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث ص ۷۲، طبعہ جدیدہ ص ۲۶۰)

حاکم نے مستدرک میں امام احمد سے تین سو سے زیادہ روایتیں لی ہیں۔ امام احمد کی سند سے بیان کردہ ایک روایت کے بارے میں امام حاکم فرماتے ہیں: '' هٰذا حديث صحيح بهٰذا الإسناد '' یہ حدیث اس سند کے ساتھ صحیح ہے۔

(المستدرک ج ۴ ص ۲۳۶ ح ۷۵۸۵، دوسرا نسخہ ج ۴ ص ۲۶۴)

۶۷۔ امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن العباس الشافعی المطلبی المکی المصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

'' خرجت من بغداد وما خلفتُ بها أفقه ولا أزهد ولا أورع (ولا أعلم) من أحمد بن حنبل ''

میں بغداد سے نکلا اور اپنے پیچھے احمد بن حنبل سے زیادہ عالم، نیک، زاہد اور فقیہ دوسرا کوئی نہیں چھوڑا۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۷۲ ح ۱۴۰، دوسرا نسخہ ص ۲۶۰ وسندہ حسن، وتاریخ بغداد ج ۴ ص ۴۱۹ وتاریک دمشق ۲۹۸/۵ ومناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۱۰۷)

تنبیہ: اس روایت کے راوی یعقوب بن عبداللہ الخوارزمی کی حدیث کو حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے المستدرک (۲/۱۰۵ ح ۴۱۹۲) لہٰذا وہ حسن الحدیث ہیں۔

فائدہ: امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) یعقوب بن عبداللہ کی اس روایت کو ثابت سمجھتے ہیں۔ دیکھئے تاریخ دمشق (۵/۲۹۹ وسندہ حسن)

امام شافعی رحمہ اللہ نے امام احمد سے فرمایا: ''یا أبا عبداللّٰہ ! أنت أعلم بالأخبار الصحاح منا ، فإذا کان خبر صحیح فاعلمني حتیٰ أذھب إلیہ، کوفیًا کان أو بصریًا أو شامیًا '' اے ابوعبداللہ، تم ہم سے زیادہ صحیح حدیثوں کو جانتے ہو، پس اگر خبر صحیح ہو تو مجھے بتا دینا تا کہ میں اس پر عمل کروں چاہے (خبر) کوفی، بصری یا شامی ہو۔
(حلیۃ الاولیاء ۹/۱۷۰ وسندہ صحیح)

۶۸۔ ابونصر الفتح بن شخرف بن داود بن مزاحم الکسی العابد رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) نے فرمایا:
'' وابن حنبل في زمانہ '' اور (احمد) ابن حنبل اپنے زمانے (کے علماء) میں سے تھے۔
یہ سن کر زاہد مشہور ابوعبداللہ الحارث بن اسد المحاسبی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) نے فرمایا:
'' أحمد بن حنبل نزل بہ مالم ینزل بسفیان الثوري والأوزاعي '' احمد بن حنبل پر وہ مصیبتیں آئیں جو سفیان ثوری اور اوزاعی پر نہیں آئیں۔ (حلیۃ الاولیاء ۹/۱۶۷ وسندہ حسن، مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۱۲۱ وسندہ حسن)

۶۹۔ الفتح بن شخرف الزاہد العابد رحمہ اللہ نے امام احمد کو اپنے زمانے کے بڑے علماء میں شمار کیا۔ دیکھئے: ۶۸

۷۰۔ حافظ ابویعلیٰ الخلیل بن عبداللہ بن احمد بن الخلیل الخلیلی القزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے امام احمد کے بارے میں فرمایا:
''و کان أفقہ أقرانہ و أورعھم '' وہ اپنے معاصرین میں سب سے زیادہ فقیہ اور سب سے زیادہ پرہیزگار تھے۔
(الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث ج ۲ ص ۵۹۷ ت ۳۰۲)

۷۱۔ امام ابوداود سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد الازدی السجستانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) نے امام احمد سے کئی روایتیں لی ہیں۔
(دیکھئے سنن ابی داود: ۳۸۵، ۵۱۷، ۱۴۲۸، ۱۸۳۷، ۱۹۰۷، ۱۹۵۱، ۲۰۱۶، ۲۳۷۰، ۲۳۷۴، ۴۰۰۰)

محدث ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک عرف ابن القطان الفاسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:
''و أبو داود لایروي إلا عن ثقۃ عندہ '' اور ابوداود (عام طور پر) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے ہی روایت کرتے تھے۔ (بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام ج ۳ ص ۲۶۶ ح ۱۲۲۷ ونصب الرایہ ج ۱ ص ۱۹۹)
معلوم ہوا کہ امام ابوداود کے نزدیک امام احمد بن حنبل ثقہ تھے۔

تنبیہ: امام ابوداود نے امام احمد سے جو مسائل سنے تھے، انھیں ایک کتاب میں جمع کر دیا۔ یہ کتاب (۳۲۶ صفحات میں) بہت عرصہ پہلے سے (بغیر جدید تحقیق کے) مطبوع ہے۔

۷۲۔ ابوالحسن علی بن اسماعیل بن اسحاق بن سالم الاشعری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۴ھ) نے فرمایا:

'' **قولنا الذي نقول به وديا نتنا التي ندين بها التمسک بكتاب ربنا عزوجل وبسنة نبينا عليه وسلم وما روي عن الصحابة والتابعين وأئمة الحديث ونحن بذلک معتصمون. وبما كان يقول به أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل نضر الله وجهه ورفع درجته وأجزل مثوبته قائلون ولمن خالف قوله مجانبون لأنه الإمام الفاضل والرئيس الكامل الذي أبان الله به الحق ورفع به الضلال وأوضح به المنهاج وقمع به بدع المبتدعين وزيغ الزائغين وشک الشاكين فرحمة الله عليه من إمام مقدم وخليل معظم مفخم وعلى جميع أئمة المسلمين** ''

ہم جس قول اور عقیدے کے قائل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور ہمارے نبی ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا ہے اور جو کچھ صحابہ، تابعین اور ائمۂ حدیث سے (صحیح سندوں کے ساتھ) مروی ہے ہم اسے مضبوطی سے پکڑتے ہیں۔ اور ہم اس کے بھی قائل ہیں جو ابوعبداللہ احمد بن حنبل فرماتے تھے۔ اللہ ان کے چہرے کو تر و تازہ رکھے، ان کے درجات بلند کرے اور انھیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ جو شخص ان کے (اتفاقی) اقوال کا مخالف ہے تو ہم اس سے اجتناب کرتے ہیں کیونکہ وہ امام فاضل اور رئیسِ کامل تھے۔ ان کے ذریعے اللہ نے حق کو واضح اور گمراہی کو دُور فرمایا، لوگوں کے لئے راستہ صاف کر دیا اور بدعتیوں کی بدعات، گمراہوں کی گمراہیاں اور شک پرستوں کے شکوک نیست و نابود فرما دیئے۔ اس (سب پر) مقدم امام اور عظیم الشان دوست اور تمام ائمۂ مسلمین پر اللہ کی رحمت ہو۔

(الابانۃ عن اصول الدیانۃ ص ۸ باب فی ابانۃ قول اہل الحق والسنۃ)

۷۳۔ امام ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے امام احمد کو اس امت کے اولیاء میں ذکر فرما کر کئی صفحات پر ان کے مناقب لکھے اور فرمایا:

'' **الإمام المبجل والهمام المفضل أبو عبدالله أحمد بن حنبل، لزم الإقتداء وظفر بالإهتداء..** ''

قابلِ احترام امام اور فضیلتوں والے اور صاحبِ عزم و ہمت ابوعبداللہ احمد بن حنبل، انھوں نے (کتاب و سنت و اجماع اور آثارِ سلف کی) اقتداء لازم پکڑی اور ہدایت یافتہ رہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۹/۱۶۶)

اور فرمایا: '' **وكان رحمه الله عالمًا زاهدًا وعاملاً عابداً** '' اور (احمد) رحمہ اللہ عالم زاہد اور عامل عابد تھے۔

(حلیۃ الاولیاء ۹/۱۷۴) نیز دیکھئے حلیۃ الاولیاء (ج ۹ ص ۲۲۱)

۷۴۔ حافظ امیر ابونصر علی بن ھبۃ اللہ عرف ابن ماکولا رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۵ھ) نے فرمایا:

'' إمام فی النقل وعلم فی الزهد والورع، وكان أعلم الناس بمذاهب الصحابة والتابعين ''
وہ روایات (بیان کرنے) میں امام، زہد اور پرہیزگاری میں عظیم نشان تھے۔ وہ صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال کو لوگوں میں سب سے زیادہ جانتے تھے۔ (الاکمال ج ۲ ص ۵۶۳، وتاریخ دمشق ج ۵ ص ۲۸۷ وسندہ صحیح اِلیٰ ابن ماکولا)

۷۵۔ حافظ ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے فرمایا:

'' الإمام... وجمع حفظ الحديث والفقه والزهد والورع ''
آپ (احمد بن حنبل) امام تھے۔ آپ نے حدیث، فقہ، زہد اور پرہیزگاری (اپنے اندر) جمع کر رکھی تھی۔
(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ج ۱۱ ص ۲۸۶)

حافظ ابن الجوزی نے امام احمد کے فضائل پر ایک بڑی کتاب ''مناقب الامام احمد بن حنبل'' لکھی ہے جو (بغیر تحقیق کے ۵۳۳ صفحات میں) مطبوع ہے اور ساری کتاب باسند ہے۔

۷۶۔ امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے فرمایا:

'' إمام المحدثين، الناصر للدين، والمناضل عن السنة، والصابر فی المحنة ''
آپ (احمد) محدثین کے امام، دین کی مدد کرنے والے، سنت کا دفاع کرنے والے اور سخت آزمائش میں صبر کرنے والے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۴۱۲ ت ۲۳۱۷)

خطیب نے امام احمد کو مشہور ثقہ محدثین میں شمار کیا ہے (دیکھئے الکفایۃ فی علم الروایہ ص ۸۷ باب فی المحدث المشہور بالعدالۃ والثقۃ)

۷۷۔ حافظ ضیاء الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد بن عبدالرحمٰن المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''الاحادیث المختارۃ'' میں امام احمد سے بہت سی روایتیں نقل کر کے ان کی زبردست توثیق کر دی۔ (مثلاً دیکھئے المختارۃ ج ۱ ص ۴۷ ح ۲.....)

اور فرمایا: '' رواه الإمام أحمد '' اسے امام احمد نے روایت کیا ہے (ج ۱ ص ۸۷ ح ۵)

۷۸۔ حافظ ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ، ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) نے فرمایا:

'' أحد الأعلام من أئمة الإسلام '' (امام احمد) اسلام کے اماموں اور مشہور (علماء) میں سے ایک تھے۔
(تاریخ دمشق ج ۵ ص ۲۸۴)

۷۹۔ امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی الخسروجردی الخراسانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے امام احمد کی سیرت پر ایک کتاب ''مناقب احمد'' ایک جلد میں لکھی۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۸ ص ۱۶۶)

۸۰۔ ذم الکلام نامی کتاب کے مصنف ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد بن علی بن مت الانصاری الہروی رحمہ اللہ (متوفی

۴۸۱ھ) نے ''مناقب احمد'' کے نام سے ایک کتاب لکھی، دیکھئے ذم الکلام للہروی (تحقیق عبداللہ بن محمد الانصاری ۳/۲۹۵ح ۶۸۹) وسیر اعلام النبلاء (ج۱۱ص ۳۴۹) ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۶/۱۷۷)

ابو اسماعیل الہروی نے امام احمد کی مدح میں کئی اشعار لکھے ہیں۔ (دیکھئے مناقب احمد ص ۴۳۳ وسندہ صحیح)

۸۱۔ قاضی ابوالحسین محمد بن ابی یعلیٰ محمد بن الحسین بن محمد بن خلف بن الفراء البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۶ھ) نے امام احمد کے بارے میں ''إمام فی الحدیث'' کی تشریح وتائید میں لکھا ہے:

'' فهذا مالا خلاف فيه ولا نزاع، حصل به الوفاق والإجماع ''

اس میں کوئی اختلاف اور جھگڑا نہیں ہے (کہ امام احمد امام فی الحدیث ہیں) اس پر اتفاق اور اجماع ہوا ہے۔

(طبقات الحنابلہ ج ۱ص ۵)

قاضی ابن ابی یعلیٰ نے ''فضائل احمد'' کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۹۱/۱۸)

۸۲۔ قاضی ابو محمد عبداللہ بن یوسف الجرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۹ھ) نے مناقب احمد پر ایک کتاب لکھی۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۹ص ۱۵۹)

۸۳۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن مطیر الطبرانی اللخمی الشامی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) نے امام احمد کے مناقب پر ایک کتاب ''مناقب احمد'' لکھی۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۶ص ۱۲۸)

۸۴۔ امام ابوزکریا یحییٰ بن ابی عمرو عبدالوہاب بن ابی عبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ العبدی الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۱ھ) نے ''مناقب احمد'' نامی ایک کتاب لکھی۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۱ص ۲۹۸)

۸۵۔ اسماء الرجال کے مشہور امام، حافظ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام احمد کے بارے میں فرمایا: '' هو الإمام حقًا وشيخ الإسلام صدقًا '' یہ حق ہے کہ وہ امام تھے اور یہ سچ ہے کہ وہ شیخ الاسلام تھے۔

(سیر اعلام النبلاء ۱۱/۱۷۷)

انھوں نے امام احمد کے حالات ایک جلد میں لکھے۔ دیکھئے الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستہ (۱/۲۶ ت ۷۷)

۸۶۔ شیخ الاسلام الامام القدوہ ابوعبدالرحمٰن بقی بن مخلد القرطبی الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) نے امام احمد سے مسائل وفوائد بیان کئے ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۸۶) نیز دیکھئے تہذیب الکمال (ج ۱ص ۲۲۹)

بقی بن مخلد صرف (اپنے نزدیک) ثقہ سے ہی روایت کرتے تھے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب (ج ۱ص ۲۲ ترجمہ: احمد بن جواس)

۸۷۔ حافظ ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن بن یوسف القاضی المزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے فرمایا:

'' مناقب هذا الإمام وفضائله كثيرة جدًا، لو ذهبنا نستقصيها لطال الكتاب وفيما ذكرنا كفاية''

اس امام کے مناقب اور فضائل بہت زیادہ ہیں۔ اگر ہم انھیں جمع کرنے لگیں تو کتاب (تہذیب الکمال) لمبی ہو جائے

گی۔ہم نے جو بیان کر دیا ہے وہی کافی ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۱ ص ۲۵۳)

۸۸۔ امام ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسن بن احمد السراج البغدادی القاری الادیب رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۰ھ) نے امام احمد کی وفات پر ایک لمبا مرثیہ لکھا جس میں وہ فرماتے ہیں:

''مناقبه إن لم تكن عالمًا بها فكشف طروس القوم عنهن واسأل

لقد عاش في الدنيا حميدًا موفقًا وصار إلى الأخرى إلٰى خير منزل''

اگر تجھے ان (احمد) کے فضائل و مناقب کا علم نہیں ہے تو اہلِ علم کی کتابیں کھول کر دیکھو یا اُن سے پوچھ لو۔

دنیا میں تعریفوں کے ساتھ زندہ رہے، آپ کو موافقت رہی۔اور (پھر) آخرت کے بہترین ٹھکانے کی طرف تشریف لے گئے۔ (مناقب الامام احمد ص ۶۳۲ وسندہ صحیح)

۸۹۔ حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے فرمایا:

''أحمد بن محمد بن حنبل ... أحد الأئمة، ثقة حافظ فقيه حجة '' احمد بن محمد بن حنبل...اماموں میں سے ایک، ثقہ حافظ فقیہ (اور حدیث میں) حجت ہیں۔(تقریب التہذیب:۹۶)

۹۰۔ حافظ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے ''الإمام أحمد بن حنبل'' کا باب باندھ کر کئی صفحات پر امام احمد کے مناقب و فضائل لکھے ہیں دیکھئے البدایۃ والنہایۃ (ج ۱۰ ص ۳۴۰۔۳۵۸)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

''والإمام أحمد من أئمة أهل العلم رحمه الله وأكرم مثواه '' امام احمد علماء کے اماموں میں سے ہیں۔اللہ ان پر رحمت کرے اور عزت و احترام والا مقام عطا فرمائے۔(البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۳۵۱)

۹۱۔ حدیث کے مشہور امام ابوسفیان وکیع بن الجراح بن ملیح الرواسی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں:

''لست أحدث عنه، نهاني أحمد بن حنبل أن أحدث عنه '' میں اس (خارجہ بن مصعب) سے حدیث بیان نہیں کرتا، احمد بن حنبل نے مجھے اس سے حدیث بیان کرنے سے منع کر دیا ہے۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۷۱ وسندہ حسن)

۹۲۔ امام ابو اسحاق ابراہیم بن شماس السمرقندی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۱ھ) نے فرمایا:

''كنت أعرف أحمد بن حنبل وهو غلام، وهو يحي الليل '' میں احمد بن حنبل کو اس کے بچپن سے جانتا ہوں وہ شب بیدار رہتے تھے۔(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۲۸۸ وسندہ حسن)

۹۳۔ حافظ ابوالحسین احمد بن جعفر بن محمد بن عبید اللہ بن ابی داود بن المنادی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۶ھ) نے ''فضائل احمد'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔دیکھئے مناقب الامام احمد لابن الجوزی (ص ۳۰۲)

۹۴۔ قاری ابومزاحم خاقانی: موسیٰ بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۵ھ) نے امام احمد کی تعریف کرتے ہوئے ایک قصیدہ لکھا جس میں وہ فرماتے ہیں:

''لقد صارفی الآفاق أحمد محنة   وأمر الورى فيها فليس بمشكل

ترى ذا الهوى لأحمد مبغضًا   وتعرف ذاالتقوى بحب ابن حنبل

دنیا میں (امام) احمد آزمائش بن چکے ہیں اور لوگوں کا معاملہ آپ کے بارے میں مشکل نہیں ہے۔

تو دیکھے گا کہ احمد (بن حنبل) سے (ہر) بدعتی بغض رکھتا ہے اور تجھے معلوم ہوگا کہ (احمد) ابن حنبل سے (ہر) متقی محبت کرتا ہے۔ (مناقب الامام احمد ص ۴۳۱ وسندہ صحیح)

۹۵۔ شیخ الاسلام ابوبکر احمد بن محمد بن الحجاج المروزی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) جب جہاد کے لئے چلے تو ان کے ساتھ پچاس ہزار آدمیوں نے بھی جہاد کے لئے مصاحبت اختیار کی۔ المروزی نے روتے ہوئے فرمایا: ''**ليس هٰذا العلم لي وإنما هذا علم أحمد بن حنبل**'' یہ میرا علم نہیں ہے بلکہ یہ احمد بن حنبل کا علم ہے (جو میں نے ان سے سیکھا ہے۔) [مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۵۰۶، ۵۰۷ وسندہ صحیح]

۹۶۔ شمس الدین محمد بن محمد الجزری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے فرمایا:

''**أحد أعلام الأمة وأزهد الأئمة**'' وہ (احمد) اس اُمت کے بڑے علماء اور زاہد اماموں میں سے تھے۔

(غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ج ۱ ص ۱۱۲ ت ۵۱۵)

اور فرمایا: ''**شيخ الإسلام وأفضل الأعلام في عصره وشيخ السنة وصاحب المنة على الأمة**''

آپ شیخ الاسلام، اپنے زمانے کے بڑوں میں سب سے افضل، سنت کے امام اور اس امت پر احسان کرنے والوں میں سے تھے۔ (المصعد الاحمد فی ختم مسند الامام احمد، مع تحقیق احمد شاکر ۱/۳۵)

۹۷۔ امام حجاج بن ابی یعقوب یوسف بن حجاج الشاعر الثقفی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۹ھ) نے فرمایا:

میں نے ایک دن احمد کے ماتھے کو چوما اور کہا: اے ابوعبداللہ! آپ تو سفیان اور مالک کے مرتبے تک پہنچ چکے ہیں... آپ تو امانت میں ان سے بھی بڑھ گئے۔ (مناقب احمد ص ۱۳۴ وسندہ صحیح)

۹۸۔ امام ابوجعفر احمد بن سعید بن صخر الدارمی السرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۳ھ) نے فرمایا:

''**ما رأيت أسود الرأس أحفظ لحديث رسول الله ﷺ... من أبي عبدالله أحمد بن حنبل**''

میں نے کسی سیاہ بالوں والے کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے زیادہ، رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کا یاد کرنے والا نہیں دیکھا۔ (تاریخ دمشق ج ۵ ص ۳۱۰ وسندہ حسن)

۹۹۔ امام احمد بن حنبل کے استاد حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الصنعانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۱ھ)

صاحب المصنف (مصنف عبدالرزاق) نے فرمایا: ''ماقدم علینا مثل أحمد بن حنبل''
ہمارے پاس احمد بن حنبل جیسا کوئی نہیں آیا۔ (مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۶۹ وسندہ حسن)
نیز دیکھئے مناقب احمد (ص ۷۰ وسندہ صحیح)

۱۰۰۔ صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۶ھ) بیان فرماتے ہیں:

''**لم يزل أبي يصلي في مرضه قائمًا، أمسكه فيركع ويسجد، وأرفعه في ركوعه وسجوده ودخل عليه مجاهد بن موسىٰ فقال: يا أبا عبدالله ! قد جاء تک البشریٰ ، هٰذا الخلق يشهدون لک، ماتبالي لووردت على الله عزوجل الساعة، وجعل يقبل يده ويبكي، وجعل يقول: أوصني يا أبا عبدالله ! ، فأشار إلى لسانه.**''

میرے ابا اپنی (موت والی) بیماری میں حالتِ قیام میں نماز پڑھتے رہے۔ میں آپ کو پکڑتا تھا تو آپ رکوع اور سجدہ کرتے تھے۔ آپ کے رکوع اور سجدوں سے میں آپ کو اُٹھاتا تھا۔ آپ کے پاس (ابوعلی) مجاہد بن موسیٰ (بن فروخ الخوارزمی البغدادی رحمہ اللہ، متوفی ۲۴۴ھ) تشریف لائے تو فرمایا: اے ابوعبداللہ! آپ کے لئے خوش خبری ہے، یہ سارے لوگ آپ کے بارے میں (اچھی) گواہی دے رہے ہیں۔ اگر آپ اس وقت اللہ کے پاس چلے جائیں تو آپ کے لئے فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ (مجاہد بن موسیٰ) آپ کا ہاتھ چوم رہے تھے اور رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے ابوعبداللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ تو آپ (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) نے ان کی زبان کی طرف اشارہ کیا (کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو)۔ (مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۴۰۷ وسندہ صحیح)

قارئین کرام!

راقم الحروف نے آپ کے سامنے امامِ اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی تعریف وتوثیق کے بارے میں مکمل ایک سو (۱۰۰) محدثین اور مشہور علماء کے اقوال وروایات صحیح لذاتہ وحسن لذاتہ سندوں اور مکمل حوالوں کے ساتھ پیش کر دیئے ہیں۔ بہت سے اقوال کو اختصار کی وجہ سے حذف کر دیا ہے۔ مثلاً سوار القاضی رحمہ اللہ کا آپ کی تعریف وثنا کرنا، دیکھئے مناقب الامام احمد لابن الجوزی (ص ۴۰۷ وسندہ صحیح)

بہت سے علماء مثلاً ابن تیمیہ، ابن القیم، عینی اور سیوطی وغیرہم کے حوالے بھی طوالت سے بچنے کی وجہ سے چھوڑ دیئے ہیں۔
جو اقوال صحیح وحسن لذاتہ سند سے ثابت نہیں تھے، انھیں بھی میں نے جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے کیونکہ ضعیف روایات میں کوئی حجت نہیں ہوتی اور نہ ان سے استدلال کرنا صحیح ہوتا ہے، مثلاً حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ عبدالکریم بن احمد بن شعیب النسائی سے نقل کیا کہ میرے والد (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا:

''أبو عبدالله أحمد بن حنبل ، الثقة المأمون، أحد الأئمة'' (تاریخ دمشق ج ۵ ص ۲۹۱)

لیکن عبدالکریم بن النسائی کی توثیق نامعلوم ہے۔ عبدالکریم کا ذکر بغیر توثیق کے درج ذیل کتابوں میں موجود ہے:
الانساب للسمعانی (۴۸۴/۵) وتاریخ الاسلام للذہبی (۲۹/۲۹۹) [توفی سنۃ ۳۴۴ھ]
لہٰذا یہ سند عبدالکریم کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔
تنبیہ بلیغ: امام نسائی نے امام احمد کو فقہاءِ خراسان میں ذکر کیا ہے۔ (آخر کتاب الضعفاء ص ۲۷۲، دوسرا نسخہ ص ۳۱۲) میں نے ان راویوں کے حوالے بھی قصداً ترک کر دیئے ہیں جن سے امام احمد رحمہ اللہ کی توثیق وتعریف ثابت ہے مگر وہ راوی بذاتِ خود ضعیف تھے مثلاً:
سفیان بن وکیع بن الجراح (متوفی ۲۴۷ھ) نے کہا: ''**أحمد عندنا محنة ، من عاب أحمد فهو عندنا فاسق**''
ہمارے نزدیک احمد آزمائش ہیں، جس نے احمد کو بُرا کہا تو وہ شخص ہمارے نزدیک فاسق ہے۔
(تاریخ بغداد ۴/ ۴۲۰ وسندہ صحیح)
یہ قول سفیان بن وکیع سے تو باسند صحیح ثابت ہے لیکن سفیان بن وکیع بذاتِ خود اپنے وراق کی وجہ سے ضعیف ہے۔
دیکھئے التاریخ الصغیر للامام البخاری (۲/ ۳۵۵) وتقریب التہذیب (۲۴۵۶) وغیرہما
امام احمد کی مدح پر تمام علماء کا اجماع ہے جیسا کہ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''مناقب الامام احمد'' میں لکھا ہے۔ (دیکھئے ص ۱۳۷)
تنبیہ بلیغ: ابوحاتم الرازی نے امام احمد کو علمِ حدیث میں ان کے استاد امام شافعی پر ترجیح دی ہے۔ (دیکھئے مناقب احمد ص ۵۰۰ وسندہ صحیح)
حافظ ابن الجوزی لکھتے ہیں:
''**ولما وقع الغرق ببغداد في سنة أربع وخمسين وخمس مائة، وغرقت كتبي، سلم لي مجلد فيه ورقتان بخط الإمام أحمد**'' جب بغداد میں ۵۵۴ھ میں سیلاب سے غرقابی ہوئی تو میری کتابیں بھی پانی میں ڈوب گئیں سوائے اس کتاب کے جس میں دو ورقے امام احمد کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔ (مناقب احمد ص ۲۹۷)
معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو ورقوں کو پانی میں غرق ہونے سے بچالیا۔ **واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر**

فہرست اسمائے محدثین

اس مضمون میں جن محدثینِ کرام اور علمائے عظام سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی توثیق وتعریف نقل کی گئی ہے، ان کے نام حروفِ تہجی کی ترتیب سے درج ذیل ہیں:

(۴) ابن الجارود:۵۷

(۵) ابن الجزری:۹۶

(۶) ابن الجوزی:۷۵

(۷) ابن حبان:۴

(۸) ابن حجر:۸۹

(۹) ابن خزیمہ:۳

(۱۰) ابن سعد:۶

(۱۱) ابن عدی:۵۸

(۱۲) ابن عساکر:۷۸

(۱۳) ابن کثیر:۹۰

(۱۴) ابن ماکولا:۷۴

☆ ابن المدینی:علی بن عبداللہ

☆ ابن معین:یحییٰ بن معین

☆ ابن المنادی:احمد بن جعفر بن محمد

☆ ابن مندہ:یحییٰ بن مندہ

☆ ابن النحاس:عیسیٰ بن محمد

☆ ابن وارہ:محمد بن مسلم

☆ ابن یونس:احمد بن عبداللہ

(۱۵) ابواسماعیل الہروی:۸

(۱۶) ابوبکر بن ابی شیبہ:۴۴

(۱۷) ابوبکر المروزی:۹۵

☆ ابوثور:ابراہیم بن خالد

(۱۸) ابوجعفر النفیلی:۹

(۱۹) ابوحاتم الرازی:۷

(۲۰) ابوالحسن الاشعری:۷۲

☆ ابوخیثمہ:زہیر بن حرب

(۲۱) ابوداود السجستانی:۷۱

(۲۲) ابوالربیع الزہرانی:۵۶

(۲۳) ابوزرعہ الرازی:۱۴

(۲۴) ابوعاصم النبیل:۲۹

☆ ابوعبداللہ البوشنجی:محمد بن ابراہیم بن سعید

(۲۵) ابوعبداللہ الحاکم:۶۶

☆ ابوعبید:القاسم بن سلام

☆ ابوعمیر الرملی:عیسیٰ بن محمد بن النحاس

(۲۶) ابوالقاسم الطبرانی:۸۳

(۲۷) ابومزاحم الخاقانی:۹۴

(۲۸) ابومعمر القطیعی:۴۹

(۲۹) ابونعیم الاصبہانی:۷۳

(۳۰) ابوالولید الطیالسی:۲۸

(۳۱) ابویعلیٰ الخلیلی:۷۰

☆ ابوالیمان:الحکم بن نافع

(۳۲) احمد بن ابرہیم الدورقی:۶۵

(۳۳) احمد بن جعفر بن محمد بن عبیداللہ عرف ابن المنادی:۹۳

(۳۴) احمد بن سعید الدارمی:۹۸

(۳۵) احمد بن عبداللہ بن یونس:۲۱

(۳۶) احمد بن محمد بن ایوب:۵۱

(۳۷) ادریس بن عبدالکریم الحداد:۳۱

(۳۸) اسحاق بن راہویہ:۳۰

(۳۹) اسماعیل بن خلیل الخزاز:۲۶

☆ الاشعری:ابوالحسن

☆ الاصبہانی: ابونعیم
(۴۰) البخاری: ۱
☆ البزار: خلف بن ہشام
☆ البغدادی: خطیب
(۴۱) بشر بن الحارث الحافی: ۲۲
☆ البغوی: عبداللہ بن محمد
(۴۲) بقی بن مخلد: ۸۵
☆ البوشنجی: محمد بن ابراہیم
(۴۳) البیہقی: ۹۷
☆ الجرجانی: عبداللہ بن یوسف
(۴۴) جعفر بن احمد السراج: ۸۸
☆ الجہضمی: نصر بن علی
(۴۵) حارث بن اسد المحاسبی: ۶۸
☆ الحافی: بشر بن الحارث
☆ الحاکم: ابوعبداللہ
(۴۶) حجاج بن الشاعر: ۹۷
☆ الحداد: ادریس بن عبدالکریم
☆ الحربی: ابراہیم بن اسحاق
(۴۷) الحسن بن الربیع: ۳۲
(۴۸) الحکم بن نافع، ابوالیمان: ۱۷
☆ خاقانی: ابومزاحم
☆ الخزاز: اسماعیل بن خلیل
(۴۹) خطیب البغدادی: ۶۷
(۵۰) خلف بن ہشام البزار: ۵۵
☆ الخلیلی: ابویعلیٰ
☆ الدورقی: احمد بن ابراہیم
(۵۱) ذہبی: ۸۵
☆ الذہلی: محمد بن یحییٰ
☆ الرازی: عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، ابوحاتم، ابوزرعہ
☆ الرملی: عیسیٰ بن محمد
☆ الزبیری: مصعب بن عبداللہ
☆ الزہرانی: ابوالربیع
(۵۲) زہیر بن حرب، ابوخیثمہ: ۴۱
☆ السجستانی: ابوداود
☆ السراج: جعفر بن احمد
(۵۳) سریج بن یونس: ۵۴
(۵۴) سلیمان بن داود الہاشمی: ۶۴
(۵۵) الشافعی: ۶۷
(۵۶) الضیاء المقدسی: ۷۷
☆ الطبرانی: ابوالقاسم
☆ الطیالسی: ابوالولید
(۵۷) عباس بن عبدالعظیم: ۳۳
(۵۸) عبدالاعلیٰ بن حماد النرسی: ۴۶
(۵۹) عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی: ۳۸
(۶۰) عبدالرحمٰن بن مہدی: ۱۰
(۶۱) عبدالرزاق بن ہمام: ۹۹
(۶۲) عبداللہ بن محمد البغوی: ۵۹
(۶۳) عبداللہ بن یوسف الجرجانی: ۸۲
(۶۴) عبدالوہاب الوراق: ۶۲
(۶۵) عبیداللہ بن عمر القواریری: ۴۸

(٦٦) عثمان بن ابی شیبہ: ۴۵
(٦٧) العجلی: ۵
(٦٨) علی بن حجر: ۲۳
(٦٩) علی بن عبداللہ المدینی: ۱۵
(٧٠) عمرو بن محمد الناقد: ۱۶
(٧١) عیسیٰ بن محمد بن النحاس، ابوعمیر الرملی: ۳۷
☆ الفارسی: یعقوب بن سفیان
(٧٢) الفتح بن شخرف: ۶۹
(٧٣) القاسم بن سلام، ابوعبید: ۱۱
(٧٤) قاضی ابن ابی یعلیٰ: ۸۱
(٧٥) قتیبہ بن سعید: ۸
☆ القطان: یحییٰ بن سعید
☆ القطیعی: ابومعمر
☆ القواریری: عبیداللہ بن عمر
(٧٦) مجاہد بن موسیٰ: ۱۰۰
☆ المحاسبی: حارث بن اسد
(٧٧) محمد بن ابراہیم بن سعید البوشنجی: ۳۵
☆ محمد بن ادریس الرازی: ابوحاتم الرازی
☆ محمد بن ادریس الشافعی: الشافعی
☆ محمد بن اسماعیل البخاری: البخاری
(٧٨) محمد بن بکار بن الریان: ۵۲
(٧٩) محمد بن جعفر الورکانی: ۵۰
(٨٠) محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب: ۴۷
(٨١) محمد بن مسلم بن وارہ: ۱۳
(٨٢) محمد بن ہارون المخرمی: ۲۰
(٨٣) محمد بن یحییٰ الذہلی النیسابوری: ۲۷
☆ المخرمی: محمد بن ہارون
☆ المروزی: ابوبکر
(٨٤) المزی: ۸۷
(٨٥) مسلم بن الحجاج النیسابوری: ۲
(٨٦) مصعب بن عبداللہ الزبیری: ۴۳
☆ المقابری: یحییٰ بن ایوب
☆ المقدسی: الضیاء
(٨٧) موسیٰ بن حزام: ۶۱
☆ موسیٰ بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان: ابومزاحم الخاقانی
(٨٨) مہنا بن یحییٰ: ۳۴
☆ الناقد: عمرو بن محمد
☆ النبیل: ابوعاصم
☆ النرسی: عبدالاعلیٰ بن حماد
(٨٩) نصر بن علی الجہضمی: ۲۴
☆ النفیلی: ابوجعفر
☆ النیسابوری: مسلم/محمد بن یحییٰ
☆ الواسطی: یزید بن ہارون
☆ الوراق: عبدالوہاب
☆ الورکانی: محمد بن جعفر
(٩٠) وکیع بن الجراح: ۹۱
☆ الہاشمی: سلیمان بن داود
☆ الہروی: ابواسماعیل
(٩١) ہلال بن العلاء: ۶۰
(٩٢) الہیثم بن جمیل: ۴۰

(۹۳) الہیثم بن خارجہ: ۴۲
(۹۴) یحییٰ بن ایوب المقابری: ۵۳
(۹۵) یحییٰ بن سعید القطان: ۳۹
(۹۶) یحییٰ بن معین: ۱۹
(۹۷) یحییٰ بن مندہ: ۸۴
(۹۸) یزید بن ہارون الواسطی: ۱۸
(۹۹) یعقوب بن ابراہیم بن سعد: ۶۳
(۱۰۰) یعقوب بن سفیان الفارسی: ۳۶

تنبیہ: اس مضمون میں اشعار کے ترجمے میں اُستاذِ محترم حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ کے قیمتی مشوروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً

[باقی آئندہ شمارے میں، ان شاء اللہ]

شذرات الذہب

اصولِ حدیث کی بعض اصطلاحات اور ان کا تعارف

حافظ زبیر علی زئی

صحیح لذاتہ: جس حدیث کا ہر راوی عادل وضابط (یعنی ثقہ، سچا اور قابلِ اعتماد) ہو، سند متصل ہو، شاذ یا معلول نہ ہو۔

حسن لذاتہ: جس حدیث کا ہر راوی، عادل اور جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہو، سند متصل ہو، شاذ یا معلول نہ ہو۔

شاذ: اگر ایک ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی یا دوسرے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے تو یہ روایت شاذ ہوتی ہے۔

منکر: اگر ضعیف راوی ثقہ راوی یا راویوں کی مخالفت کرے تو یہ روایت منکر ہوتی ہے۔

تدلیس: اگر ایک راوی اپنے استاد سے وہ روایت ''قال'' یا ''عن'' وغیرہ الفاظ سے بیان کرے جو اس نے استاد سے نہیں سُنی بلکہ کسی دوسرے شخص سے سُنی ہے تو یہ تدلیس ہے۔

مُدَلِّس: تدلیس کرنے والے راوی کو مدلس کہتے ہیں۔ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے بشرطیکہ راوی کا مدلس ہونا ثابت ہو جائے۔

اختلاط: حافظہ کمزور ہونے اور دماغ خراب ہونے کو کہتے ہیں۔

مختلط: جو راوی اختلاط کا شکار ہو جائے تو اسے مختلط راوی کہتے ہیں۔ مختلط راوی کی اختلاط کے بعد والی روایات ضعیف ہوتی ہیں۔

مرفوع: رسول اللہ ﷺ کی حدیث (قول، فعل یا تقریر)

موقوف: صحابی کا اپنا قول یا فعل

مرسَل: اس منقطع روایت کو کہتے ہیں جو کسی تابعی نے بغیر کسی سند کے رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رکھی ہوتی ہے۔ مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے۔

مجہول: جس راوی کا ثقہ (قابلِ اعتماد) اور صدوق (سچا) ہونا معلوم نہ ہو وہ مجہول کہلاتا ہے۔ مجہول کی دو قسمیں ہیں۔
(۱) مجہول العین (۲) مجہول الحال یعنی مستور۔ مجہول العین ہو یا مجہول الحال دونوں کی بیان کردہ روایت ضعیف ہوتی ہے۔

☆ جس راوی کی کم از کم دو محدثین توثیق کر دیں وہ مجہول نہیں رہتا بلکہ ثقہ وصدوق قرار دیا جاتا ہے۔

توثیق: کسی راوی کو ثقہ وصدوق قرار دینا۔

توضیح الاحکام

مروجہ جماعتوں اور بیعت کی حیثیت

سوال: اگر اسلامی مملکت کے قیام کے لئے کوئی جماعت بنتی ہے اور اس کے امیر کے ہاتھ پر تمام ممبران جماعت بیعت (بیعتِ ارشاد) کرتے ہیں تو اس کی کیا شرعی حیثیت ہوگی؟ (جائز، غلط، بدعت وغیرہ)؟ (عبدالمتین، ماڈل ٹاؤن لاہور)

الجواب: اسلامی مملکت کے قیام کے لئے ذاتی، انفرادی اور جماعت سازی کے بغیر اجتماعی کوشش جاری رکھنی چاہئے اور سب سے پہلے اپنی اور اپنے متعلقین کی کتاب وسنت کے مطابق اصلاح کرنی چاہئے۔ موجودہ تمام جماعتیں باطل ہیں اور ''وَلَا تَفَرَّقُوْا'' اور فرقے فرقے نہ بنو۔ (آل عمران:۱۰۳) کے قرآنی حکم کے سراسر خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پارٹیاں پارٹیاں، فرقے فرقے اور گروہ گروہ نہ بنو۔ جب کہ جماعت پرست لوگ عملاً یہ کہتے ہیں کہ پارٹیاں بناؤ اور گروہ درگروہ میں بٹ جاؤ۔

جب تک روئے زمین کے تمام صحیح العقیدہ لوگ مل کر ایک ہی جماعت اور ایک ہی خلیفہ کے تحت نہ ہو جائیں ان تمام پارٹیوں میں شمولیت جائز نہیں ہے۔ ان کی رکنیت، چندہ مہم اور حزبیت سے دُور دُور رہ کر ان سے معروف (نیکی) میں تعاون کیا جاسکتا ہے، اسلام میں صرف دو ہی بیعتیں ہیں:

① نبی کی بیعت ② خلیفہ کی بیعت

ان کے علاوہ تیسری کسی بیعت کا دین اسلام میں کوئی نام ونشان نہیں ہے تفصیل کے لئے شیخ البانی رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد شیخ علی حسن الحلبی کی کتاب " **البیعة بین السنة والبدعة عند الجماعات الإسلامیة** " کا مطالعہ انتہائی مفید ہے۔

تنبیہ: بیعت بھی صرف اس خلیفہ کی ہی کرنی چاہئے جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ دیکھئے المسند من مسائل الامام رحمہ اللہ (قلمی ا، بحوالہ الامامۃ العظمیٰ عند اہل السنۃ والجماعۃ ص ۲۱۷) ومسائل الامام احمد لابن ہانئ (۱۸۵/۲ رقم:۲۰۱۱) والسنۃ للخلال (ص ۸۰، ۸۱ رقم: ۱۰ وھو صحیح عن احمد رحمہ اللہ)

شیخ علی حسن الحلبی فرماتے ہیں ''**لا تکون البیعة إلا لأمیر المؤمنین فقط** '' امیر المؤمنین کے علاوہ کسی دوسرے کی بیعت جائز نہیں ہے۔ (البیعہ ص ۲۳)

علی حسن الحلبی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

''**لا تعطی البیعة علی أنواعها إلا لخلیفة المسلمین المنفذ للأحکام ، المطبق للحدود** ''

بیعت اپنی تمام اقسام کے ساتھ صرف اسی کی کرنی چاہئے جو مسلمانوں کا خلیفہ ہو، جس نے احکام کو نافذ اور (اسلامی) حدود کو نافذ (لاگو) کر رکھا ہو۔ (البیعہ ص ۲۸) وما علینا إلا البلاغ (۲۰ صفر ۱۴۲۷ھ)

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

سوال: بعض علماء نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو انصار کی معصوم بچیاں درج ذیل اشعار گا رہی تھیں:

أشرق البدر علينا — من ثنيات الوداع

وجب الشكر علينا — ما دعا لله داع

أيها المبعوث فينا — جئت بالأمر المطاع

ان پہاڑوں سے جو ہیں سوئے جنوب — چودھویں کا چاند ہے ہم پر چڑھا

کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے — شکر واجب ہے ہمیں اللہ کا

ہے اطاعت فرض تیرے حکم کی — بھیجنے والا ہے تیرا کبریا

دیکھئے رحمت للعالمین (۱/۹۳) اور الرحیق المختوم اردو (ص ۲۴۰، ۲۴۱)

کیا یہ اشعار پڑھنے والا واقعہ صحیح سند سے ثابت ہے؟ (حبیب محمد)

الجواب: یہ واقعہ ان اشعار کے ساتھ ''رحمت للعالمین'' میں بغیر کسی حوالے کے مذکور ہے۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے اس واقعے کے صحیح ہونے پر کوئی ایک بھی ناقابلِ تردید دلیل ذکر نہیں کی۔ صاحب الرحیق المختوم نے یہ واقعہ ''رحمت للعالمین'' سے نقل کیا ہے۔

یہ واقعہ بغیر سند کے التمہید لابن عبدالبر (۱۴/۸۲) کتاب الثقات لابن حبان (۱/۱۳۱) مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۱۸/۳۷۷) اور الضعیفہ للالبانی (۵۹۸) وغیرہ میں مذکور ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں: '' وقد روينا بسند منقطع فى الحلبيات قول النسوة لما قدم النبي صلی اللہ علیہ وسلم: طلع البدر علينا من ثنيات الوداع، فقيل: كان ذلک عند قدومه فى الهجرة وقيل عند قدومه من غزوة تبوک'' اور (السبکی الکبیر کی) الحلبیات (کتاب) میں منقطع سند سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو عورتوں نے '' طلع البدر علينا من ثنيات الوداع '' پڑھا، کہا جاتا ہے کہ یہ ہجرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کا واقعہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ غزوہ تبوک سے آپ کی واپسی کے وقت کا واقعہ ہے۔

(فتح الباری ج ۸ ص ۱۲۹ تحت ح ۴۴۲۷)

جس منقطع روایت کی طرف حافظ ابن حجر نے اشارہ کیا ہے وہ حافظ بیہقی کی کتاب دلائل النبوۃ (۲/۵۰۶، ۵۰۷) میں صحیح سند کے ساتھ ابن عائشہ (راوی) سے مروی ہے۔

تنبیہ: الخصائص الکبریٰ للسیوطی (۱/۱۹۰) میں یہ حوالہ ''عن عائشة'' چھپ گیا ہے جو کہ طباعت یا ناسخ کی غلطی ہے۔

بیہقی والی روایت میں ابن عائشہ سے مراد عبیداللہ بن محمد بن عائشہ ہیں جو ۲۲۸ھ میں فوت ہوئے (تاریخ بغداد ۳۱۸/۱۰ ت ۵۴۶۲ وتقریب التہذیب: ۴۳۳۴)

غالباً یہی روایت ہے جس کی طرف حافظ ابن حجر نے ''بسند منقطع'' کہہ کر اشارہ کیا ہے۔ اور یہی روایت الریاض النضرہ (۴۸۰/۱ ح ۳۹۳) میں عن ابن عائشہ ''وأراہ عن أبیہ'' کے ساتھ مروی ہے۔ اور آخر میں لکھا ہوا ہے کہ ''خرّجه الحلواني علی شرط الشیخین'' اسے الحلوانی نے بخاری ومسلم کی شرط پر روایت کیا ہے۔

تنبیہ: صاحب الریاض النضرہ کا مطلب یہ ہے کہ اسے حلوانی نے بخاری ومسلم کی شرط پر ابن عائشہ سے روایت کیا ہے۔

ابن عائشہ کے والد محمد بن حفص بن عمر بن موسیٰ مجہول الحال ہیں، ان کی توثیق سوائے ابن حبان کے کسی نے نہیں کی۔ دیکھئے تعجیل المنفعہ (ص ۳۶۳)

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بہت عرصہ بعد ابن عائشہ کے والد اور پھر خود ابن عائشہ پیدا ہوئے لہذا یہ سند سخت منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

حافظ ابن القیم لکھتے ہیں:

'' وهو وهم ظاهر لأن ثنیات الوداع وإنما هي من ناحیة الشام، لا یراها والقادم من مکة إلی المدینة، ولا یمربها إلا إذا توجه إلی الشام''

اور یہ (روایت) ظاہر طور پر وہم ہے کیونکہ ثنیات الوداع (مدینے سے) شام کی طرف ہیں۔ مکہ سے مدینہ آنے والا انھیں نہیں دیکھتا۔ ان کے پاس سے صرف وہی گزرتا ہے جو شام جاتا ہے۔ (زاد المعاد ۵۵۱/۳)

خلاصۃ التحقیق: یہ قصہ ثابت نہیں ہے لہٰذا مردود ہے۔

تنبیہ: موارد الظمآن (ح ۲۰۱۵) کے ایک نسخے میں کسی مجہول کاتب نے ایک حسن روایت کے آخر میں

'' وقالت: أشرق البدر علینا　　من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا　　ما دعا للہ داع ''

کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن یہ اضافہ اصل صحیح ابن حبان (مثلاً دیکھئے الاحسان: ۶۴۳۴ دوسرا نسخہ: ۶۳۸۶) میں موجود نہیں ہے اور مجہول کاتب کی وجہ سے مردود وموضوع ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ)

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی

سوال: بعض خطیبوں سے سنا گیا ہے کہ جب جنگِ یرموک ہوئی تو سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مبارک گم ہوگئی تو وہ گھبرا گئے۔ سب ساتھیوں سے کہنے لگے کہ میری ٹوپی تلاش کرو۔ کافی دیر کے بعد ٹوپی مل گئی۔ ساتھیوں نے جب ٹوپی دیکھی تو پرانی سی نظر آئی۔ انھوں نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس پُرانی سی ٹوپی کے گم ہونے پر آپ کیوں

گھبرا گئے تھے؟ انھوں نے جواب دیا:

'' **اعتمر رسول الله ﷺ فحلق رأسه فابتدر الناس جوانب شعره فسبقتهم إلى ناصيته، فجعلتها في هذه القلنسوة، فلم أشهد قتالاً فهي معي إلا رزقت النصرة** '' رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے سر کے بال منڈوائے تو لوگوں نے آپ کے بال بطورِ برکت حاصل کرنے کے لئے جلدی کی اور میں نے بھی آپ کی پیشانی مبارک کے بال لے لئے۔ پھر یہ بال میں نے اس ٹوپی میں (سلا کر) رکھ دئے۔ اب ہر میدانِ جنگ میں اس ٹوپی کو پہن لیتا ہوں اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہر میدانِ جنگ میں فتح نصیب فرماتا ہے۔ کیا یہ واقعہ باسند صحیح ثابت ہے؟ (طارق مجاہد)

الجواب:

یہ قصہ درج ذیل کتابوں میں ''**عبدالحمید بن جعفر بن عبدالله بن الحکم بن رافع عن أبیه**'' کی سند سے مروی ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی (۱۰۴/۴، ۱۰۵ ح ۳۸۰۴) مسند ابی یعلیٰ الموصلی (۱۳۹/۱۳ ح ۷۱۸۳) المستدرک للحاکم (۲۹۹/۳ ح ۵۲۹۹ وقال الذہبی: ''منقطع'') دلائل النبوۃ (۲۴۹/۶) اُسد الغابۃ لابن الاثیر (۹۵/۲ من طریق ابی یعلیٰ) سیر اعلام النبلاء (۳۷۴/۱، ۳۷۵) المطالب العالیہ (المسندۃ ۴۲۱/۸ ح ۴۰۱۱، غیر المسندۃ ۹۰/۴ ح ۴۰۴۴ عن ابی یعلیٰ) اتحاف المھرۃ (۴۰۶/۴، ۴۰۷ ح ۴۴۵۱) اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری (۶۷/۷ ح ۸۶۲۹، ۳۱۲/۷ ح ۹۱۴۱ وقال البوصیری: ''بسند صحیح''!) المقصد العلیٰ (۲۳۳/۳ ح ۱۴۳۲) مجمع الزوائد (۳۴۹/۹ وقال: ''رواہ الطبرانی و ابو یعلیٰ بنحوہ ورجالھما رجال الصحیح وجعفر سمع من جماعۃ من الصحابۃ فلا أدری سمع من خالد أم لا'') الاصابہ (۴۱۴/۱ ت ۲۲۰۱)

اس قصے کے بنیادی راوی جعفر بن عبداللہ بن الحکم ثقہ ہیں (تقریب التہذیب: ۹۴۴) لیکن سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۲ھ) سے ان کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔ حافظ ذہبی نے اس سند کو منقطع قرار دیا ہے لہٰذا بوصیری کا اسے ''بسند صحیح'' کہنا غلط ہے۔ ہیثمی نے بھی یہ کہہ کر سند کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ ''مجھے معلوم نہیں کہ اس نے خالد سے سنا ہے یا نہیں'' عرض ہے کہ سننا تو درکنار سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جعفر بن عبداللہ بن الحکم کا پیدا ہو جانا بھی ثابت نہیں ہے۔ رافع بن سنان رضی اللہ عنہ تو صحابی ہیں لیکن الحکم بن رافع والی روایت کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے الاصابہ (طبعہ جدیدہ ص ۲۸۸ ت ۲۰۰۲)

خلاصۃ التحقیق: یہ قصہ صحیح متصل سند سے ثابت نہیں ہے۔

جعفر بن عبداللہ بن الحکم کا ایک دو متاخر الوفاۃ صحابہ سے (مثلاً سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ) ایک دو حدیثیں سن لینا اس کی دلیل نہیں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہونے والے صحابی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ضرور بالضرور ان کی ملاقات ثابت ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ)

نصیر احمد کاشف

قرآنی دعائیں

[نصیر احمد کاشف صاحب حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے خاص شاگرد ہیں۔ اُن کی تخریج وتحقیق سے کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ نصیر احمد صاحب نے کافی محنت کر کے قرآن، صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے مختلف دعائیں جمع کی ہیں جنھیں ''الحدیث'' میں قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ ساری کی ساری دعائیں بالکل صحیح اور قطعی الصحت ہیں۔/ حافظ شیر محمد]

۱: آدم وحوا علیہما السلام کی دعا

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اگر تو نے ہماری مغفرت نہ کی اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (الاعراف:۲۳)

۲: نوح علیہ السلام کی دعائیں

① ﴿رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَالَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ط وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ (ھود:۴۷)

② ﴿رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ۝ج فَافْتَحْ بَيْنِیْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا، پس تو مجھ میں اور ان میں کوئی قطعی فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے باایمان ساتھیوں کو نجات دے۔ (الشعرآء:۱۱۷، ۱۱۸)

③ ﴿رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ﴾

اے میرے رب! مجھے بابرکت منزل پر اتار اور تو ہی بہتر اتارنے والا ہے۔ (المؤمنون:۲۹)

④ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾

سب تعریف اللہ کے لئے ہی ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی۔ (المؤمنون:۲۸)

⑤ ﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا﴾ اے میرے رب! تو روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے سہنے والا نہ چھوڑ۔ اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے۔ اور یہ فاجروں اور ڈھیٹ کافروں ہی کو جنم دیں گے۔ اے میرے رب! تو مجھے اور

میرے ماں باپ اور جو بھی ایماندار ہو کر میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دے اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی بات میں نہ بڑھا۔ (نوح: ۲۶۔۲۸)

⑥ ﴿اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ (اے میرے رب) میں بے بس ہو گیا ہوں تو میری مدد کر۔ (القمر: ۱۰)

۳: ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی دعائیں

① ﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾

اے میرے رب! تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا دے اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں پھلوں کی روزیاں دے۔ (البقرہ: ۱۲۶)

② ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمان بردار بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا اطاعت گزار رکھ اور ہمیں اپنی عبادتیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، تُو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ان میں انھی میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے، یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔ (البقرۃ: ۱۲۷۔۱۲۹)

③ ﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ○ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾

اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے نجات دے۔ اے میرے رب انھوں نے بہت سے لوگوں کو (سیدھے) راستے سے بھٹکا دیا ہے۔ پس میری تابعداری کرنے والا میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بہت ہی معاف فرمانے اور کرم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔ اے ہمارے رب! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم

رکھیں۔ پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں کی روزیاں عنایت فرما تا کہ یہ شکر گزاری کریں۔ اے ہمارے رب! تو خوب جانتا ہے جو ہم چھپائیں اور ظاہر کریں، زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ پر پوشیدہ نہیں۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے، کچھ شک نہیں کہ میرا رب دعاؤں کا سننے والا ہے۔ اے میرے رب! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب! ہماری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے۔

(ابراہیم: ۳۵۔۴۱)

④ ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۙ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۙ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۙ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۙ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۙ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾

اے میرے رب! مجھے قوت فیصلہ عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے اور میرا ذکرِ خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھ۔ مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں بنا دے اور میرے باپ کو بخش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا۔ اور جس دن کہ لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں مجھے رسوا نہ کر، جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔ (الشعرآء: ۸۳۔۸۹)

⑤ ﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ اے ہمارے رب! تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اے ہمارے رب! تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور اے ہمارے رب! ہماری خطاؤں کو بخش دے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ (الممتحنۃ: ۴۔۵)

⑥ ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔ (الصّٰفّٰت: ۱۰۰)

۴: لوط علیہ السلام کی دعائیں

① ﴿رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ﴾

میرے رب! مجھے اور میرے گھرانے کو اس (وبال) سے بچا جو یہ کرتے ہیں۔ (الشعرآء: ۱۶۹)

② ﴿رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ﴾

اے میرے رب! اس مفسد قوم پر میری مدد فرما۔ (العنکبوت: ۳۰)

۵: یعقوب علیہ السلام کی دعا

﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾

میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کررہا ہوں۔(یوسف:۸۶)

۶: یوسف علیہ السلام کی دعائیں

①﴿رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾

اے میرے رب! جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ مجھے بہت پسند ہے۔ اگر تو نے ان کا فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور بالکل نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ (یوسف:۳۳)

②﴿رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ﴾

آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا وآخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے۔ تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیک لوگوں سے ملا دے۔(یوسف:۱۰۱)

۷: شعیب علیہ السلام کی دعا

﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ﴾

اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔(الاعراف:۸۹)

۸: موسیٰ علیہ السلام کی دعائیں

①﴿رَبِّ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ اَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾

اے میرے رب! مجھے تو بجز اپنے اور اپنے بھائی کے کسی اور پر کوئی اختیار نہیں، پس تو ہم میں اور ان نافرمانوں میں جدائی کر دے۔ (المآئدۃ:۲۵)

②﴿رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾

اے میرے رب! میری خطا معاف فرما اور میرے بھائی کی بھی اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔(الاعراف:۱۵۱)

③﴿اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ○ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَيْكَ ط﴾

(اے ہمارے رب!) تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ پس ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحمت فرما اور تو سب معافی دینے والوں

سے زیادہ اچھا ہے۔اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی اچھائی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ (الاعراف:۱۵۵۔۱۵۶)

④﴿رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَہٗ زِیْنَۃً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۙ رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِھِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ﴾

اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو سامان زینت اور طرح طرح کے مال و دولت دنیاوی زندگی میں دیئے ہیں اے ہمارے رب! (اسی لیے دیئے ہیں کہ) وہ تیری راہ سے گمراہ کریں۔اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے یہ ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔ (یونس:۸۸)

⑤﴿رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۙ وَیَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ۙ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ۠﴾

اے میرے رب! میرا سینہ میرے لیے کھول دے اور میرے کام کو مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے تاکہ لوگ میری بات کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ (طٰہٰ:۲۵۔۲۸)

⑥﴿رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ﴾ اے میرے رب! میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو مجھے معاف فرما دے۔ (القصص:۱۶)

⑦﴿رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ اے میرے رب! مجھے ظالموں کے گروہ سے بچا۔ (القصص:۲۱)

⑧﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾

اے میرے رب! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے، میں اس کا محتاج ہوں۔ (القصص:۲۴)

۹: ایوب علیہ السلام کی دعائیں

①﴿اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۚ﴾

(اے میرے رب!) مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (الانبیآء:۸۳)

②﴿اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ﴾

(اے میرے رب!) مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے (تو مجھے اس رنج اور دکھ سے نجات دے) (صٓ:۴۱)

۱۰: یونس علیہ السلام کی دعا

﴿لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ ۖ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ﴾

الٰہی! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بے شک میں حد سے گزرنے والوں میں ہو گیا تھا۔ (الانبیآء:۸۷)

۱۱: سلیمان علیہ السلام کی دعائیں

①﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ

﴿وَ اَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ﴾

اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر (رحم کر) اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے اور مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کرلے۔ (النمل:۱۹)

② ﴿رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ وَ هَبۡ لِیۡ مُلۡکًا لَّا یَنۡۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ﴾

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو، بے شک تو ہی بڑا دینے والا ہے۔ (صٓ:۳۵)

۱۲: زکریا علیہ السلام کی دعائیں

① ﴿رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ۚ اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ﴾

اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا سننے والا ہے۔ (آل عمران:۳۸)

② ﴿رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ﴾

اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑ تو سب سے بہتر وارث ہے۔ (الانبیآء:۸۹)

۱۳: عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰیَۃً مِّنۡکَ ۚ وَ ارۡزُقۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ﴾

اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما تا کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد کے ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے اور تو ہم کو رزق عطا فرما اور تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا ہے۔ (المآئدۃ:۱۱۴)

۱۴: محمد رسول اللہ ﷺ کی دعائیں

① ﴿رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا﴾

اے میرے رب! مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال اچھی طرح نکال اور میرے لیے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرمادے۔ (بنی اسرآئیل:۸۰)

② ﴿رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا﴾ اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔ (طٰہٰ:۱۱۴)

③ ﴿رَبِّ احۡکُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ وَ رَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوۡنَ﴾

اے میرے رب! انصاف کے ساتھ تو فیصلہ فرما اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے ان باتوں

پر جو تم کرتے ہو۔(الانبیآء:۱۱۲)

۱۵: آسیہ زوجۂ فرعون کی دعا

رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ وَ نَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَ عَمَلِہٖ وَ نَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ۙ

اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے خلاصی دے۔(التحریم:۱۱)

۱۶: ملکۂ سبا (بلقیس) کی دعا

﴿رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ وَ اَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَیۡمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ میرے رب! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا اب میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطیع اور فرمان بردار بنتی ہوں۔ (النمل:۴۴)

۱۷: اُم مریم علیہا السلام کی دعائیں

① ﴿رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ﴾

اے میرے رب! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے میں نے تیرے نام آزاد کرنے کی نذر مانی تو میری طرف سے قبول فرما یقیناً تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (آل عمران:۳۵)

② ﴿اِنِّیۡۤ اُعِیۡذُہَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَہَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ﴾

میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔(آل عمران:۳۶)

۱۸: مومن لوگوں کی دعائیں

۱۔ صراطِ مستقیم پر ثابت قدمی:

﴿اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ﴾

(اے اللہ) ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر تیرا غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔(فاتحہ:۶۔۷)

۲۔ مصیبت کے وقت:

﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ﴾ ہم تو خود اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔(البقرۃ:۱۵۶)

۳۔ دنیا و آخرت کی بھلائی:

﴿رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔ (البقرۃ:۲۰۱)

۴۔ جہاد (قتال) سے پہلے:

﴿رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ؕ﴾

اے ہمارے رب! ہمیں صبر دے، ثابت قدمی دے اور قومِ کفار پر ہمیں نصرت عطا فرما۔ (البقرۃ:۲۵۰)

۵۔ خطا ونسیان سے معافی:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ اِنۡ نَّسِیۡنَآ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَآ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ٝ وَاغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ﴾

اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا مالک ہے ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔ (البقرۃ:۲۸۶)

۶۔ دلوں کا ٹیڑھا پن:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ﴾

اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دینا اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔ (آل عمران:۸)

۷۔ جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ:

﴿رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے ہیں اس لیے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (آل عمران:۱۶)

۸۔ عزت کی دعا:

﴿اَللّٰہُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ﴾

اے اللہ! تمام جہان کے مالک تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے، تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (آل عمران:۲۶)

۹۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی دعا:

﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ اے ہمارے رب! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔ (آل عمران:۵۳)

۱۰۔ جہاد (قتال) کے وقت ثابت قدمی:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾

اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو بے جا زیادتی ہوئی ہے اسے بھی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور ہمیں کافروں کی قوم پر مدد دے۔ (آل عمران:۱۴۷)

۱۱۔ گناہوں کی معافی:

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾

اے ہمارے رب! تو نے یہ (سب کچھ) بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے رب! تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تو نے اسے رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں، اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا باآواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو اپنے رب پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان لائے، اے ہمارے رب! اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہماری موت نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے رب! ہمیں وہ (جنت) دے جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ (آل عمران:۱۹۱۔۱۹۴)

۱۲۔ مظلوم لوگ:

﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ښ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾

اے ہمارے رب! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لیے خود اپنے پاس سے حمایتی مقرر کر دے اور ہمارے لیے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔ (النسآء:۷۵)

۱۳۔ کلام اللہ سنتے وقت:

﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴾

اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس تو ہمیں بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔ (المآئدۃ:۸۳)

۱۴۔ اصحاب الاعراف:

﴿ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ﴾ اے ہمارے رب! ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کر۔ (الاعراف:۴۷)

۱۵۔ اسلام پر موت:

﴿ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ﴾

اے ہمارے رب! ہمارے اوپر صبر کا فیضان نازل فرما اور ہماری جان حالت اسلام پر نکال۔ (الاعراف:۱۲۶)

۱۶۔ بنی اسرائیل کی دعا:

﴿رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۙ وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ﴾ اے ہمارے رب! ہمیں ان ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا اور ہمیں اپنی رحمت سے ان کافر لوگوں سے نجات دے۔ (یونس:۸۵۔۸۶)

۱۷۔ والدین کیلئے دعا:

﴿رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا﴾

اے ہمارے رب! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا کہ انھوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔ (بنی اسرآئیل:۲۴)

۱۸۔ اصحابِ کہف کی دعا:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا﴾ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لیے ہدایت کو آسان کر دے۔ (الکھف:۱۰)

۱۹۔ شیطانی وسوسوں سے بچاؤ کیلئے:

﴿رَبِّ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيۡنِ ۙ وَاَعُوۡذُ بِكَ رَبِّ اَنۡ يَّحۡضُرُوۡنِ﴾

اے میرے رب! میں شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں۔ (المؤمنون:۹۷۔۹۸)

۲۰۔ اللہ کی رحمت کا سوال:

﴿ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ۚ﴾ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے ہیں تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (المؤمنون:۱۰۹)

۲۱۔ گناہوں کی بخشش:

﴿ رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ﴾

اے میرے رب! تو بخش دے اور رحم کر اور تو سب مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔ (المؤمنون:١١٨)

۲۲۔ عباد الرحمٰن (اللہ کے بندوں) کی دعا:

﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا﴾

اے ہمارے رب! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ، کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ بے شک وہ ٹھہرنے اور رہنے کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے۔ (الفرقان:٦٥۔٦٦)

۲۳۔ نیک بیوی اور نیک اولاد کی دعا:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ اے ہمارے رب! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ (الفرقان:٧٤)

۲۴۔ اختلافات میں فیصلہ:

﴿اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ﴾ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور ظاہر کے جاننے والے، تو ہی اپنے بندوں میں ان امور کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ الجھ رہے تھے۔ (الزمر:٤٦)

۲۵۔ فرشتوں کی دعا:

﴿رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۣ الَّتِي وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ أَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ۙ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو اپنی رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے پس تو انھیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انھیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچا لے۔ اے ہمارے رب! تو انھیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو (جنت میں لے جا) جو نیک عمل کرنے والے ہیں یقیناً تو غالب و باحکمت ہے۔ انھیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ، حق تو یہ ہے کہ اس دن تو جسے برائیوں سے بچا لے اس پر تو نے رحمت کر دی اور بہت بڑی کامیابی تو یہی ہے۔ (المؤمن:٧۔٩)

۲۶۔ سواری کی دعا:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۝ وَإِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾

پاک ہے اس کی ذات جس نے اسے (اس سواری کو) ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہمیں اسے قابو کرنے کی طاقت نہ

تھی۔اور بالیقین ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (الزخرف:۱۳۔۱۴)

۲۷۔ چالیس سال کی عمر پر دعا:

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ج اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾

اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد کو بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (الاحقاف:۱۵)

۲۸۔ پہلے والے ایمان دار لوگوں کیلئے:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾

اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال دے اور ہمارے رب! بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔(الحشر:۱۰)

۲۹۔ بروزِ حشر:

﴿رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا ج اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارے نور کو پورا (تمام) کردے اور ہمیں بخش دے اور یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (التحریم:۸)

۳۰۔ جہاد وغیرہ میں:

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ﴾

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ (آل عمران:۱۷۳)

۳۱۔ جب کوئی اچھی چیز (نعمت وغیرہ) دیکھے:

﴿مَا شَآءَ اللّٰهُ لا لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ج﴾

ہونا وہی ہے جو اللہ چاہے، نہیں کوئی طاقت مگر اللہ کی مدد سے۔ (الکہف:۳۹)

۳۲۔ مستقبل میں کسی کام کا ارادہ کرتے وقت:

﴿اِنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ اگر اللہ نے چاہا تو۔(الکہف:۲۴، القلم:۱۸ مفہوماً)

[باقی آئندہ شمارے میں، ان شاء اللہ]

حافظ زبیر علی زئی

''الجزء المفقود'' کا جعلی نسخہ اور انٹرنیٹ پر اس کا رد

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین، أما بعد:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''**من یقل علیّ مالم أقل فلیتبوأ مقعدہ من النار**'' جو شخص مجھ پر ایسی بات کہے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا لے۔ (صحیح بخاری:۱۰۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''**ومن کذب علیّ متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار**'' جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا لے۔ (صحیح بخاری:۱۱۰ وصحیح مسلم:۳)

اتنی شدید وعید کے باوجود بہت سے لوگ بغیر کسی خوف کے، نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولتے تھے اور بول رہے ہیں گویا وہ اللہ کی پکڑ سے کلیتاً غافل ہیں۔

حافظ ابن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: ''**وأما الوضع في الحدیث فباقٍ ما دام إبلیس وأتباعہ في الأرض**'' اس وقت تک وضعِ حدیث (کا فتنہ) باقی رہے گا جب تک ابلیس اور اُس کے پیروکار رُوئے زمین پر موجود ہیں۔ (المحلیٰ ۹/۱۳ مسألۃ:۱۵۱۴)

مجھے جب معلوم ہوا کہ بریلویوں نے مصنف عبدالرزاق کا ایک نرالا نسخہ دریافت کرنے کا دعویٰ کر کے ''حدیثِ نور'' پیش کر دی ہے تو میں نے الحدیث:۵ (ص۱۶ تا ۲۲) میں ایک سوال کے جواب میں ایک تحقیقی مضمون لکھا جس میں قلمی اور مطبوعہ کتابوں سے استدلال کی شرائط اور دو من گھڑت کتابوں کا ذکر کیا۔ ہمارے علم کے مطابق اس مضمون کا جواب کسی حلقے سے نہیں آیا۔ بعد میں ''**الجزء المفقود من الجزء الأول من المصنف**'' کے نام سے بریلوی من گھڑت نسخہ مل گیا تو راقم الحروف نے اس کا تفصیلی و مدلل رد لکھا جو الحدیث:۲۳ (ص۲۲ تا ۲۵) میں شائع ہوا۔

اب صادق آباد (پنجاب) والے محمد زبیر صاحب اور حافظ ثناء اللہ الزاہدی حفظہ اللہ کے ذریعے معلوم ہوا کہ انٹرنیٹ پر اس من گھڑت کتاب کا تفصیلی رد لکھا گیا ہے لہٰذا کوشش کر کے انٹرنیٹ سے یہ رد حاصل کر لیا۔ یہ رد جزیرۃ العرب کے (نوجوان عالم) محمد زیاد بن عمر التکلۃ نے ''**دفاع عن النبي ﷺ وسنتہ المطہرۃ وکشف تواطؤ عیسی الحمیري ومحمود سعید ممدوح علی وضع الحدیث**'' اور ''**تفنید القطعۃ المکذوبۃ التي أخرجاھا ونسباھا لمصنف عبدالرزاق**'' کے نام سے ۱۳ محرم ۱۴۲۷ھ کو چونتیس (۳۴) صفحات میں انٹرنیٹ پر شائع کیا ہے۔

اس رد کے بعض اہم دلائل کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱: جزیرۃ العرب کے بڑے علماء مثلاً شیخ سعد الحمید، شیخ خالد الدریس اور شیخ احمد عاشور وغیرہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ''**الجزء المفقود**'' سارے کا سارا موضوع ہے۔ (دیکھئے ص۳)

۲: عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع الحمیری جہمی قبوری (قبر پرست) اور خرافی (خرافیات بیان کرنے والا) ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی ہے ''البدعة أصل من أصول التشريع'' یعنی (اس کے نزدیک) شریعت کے اصول میں سے ایک اصل بدعت ہے۔ (!) [دیکھئے ص ۵]

۳: دبئی کے رہنے والے شیخ ادیب الکَمَدانی جو کہ علمِ حدیث اور مخطوطات کے ماہر ہیں، انھوں نے جب عیسیٰ الحمیری کے پاس ''مخطوطہ'' دیکھا تو کہا: ''إنه موضوع حديثًا جدًا بالنظر لورقه وخطه'' یہ نسخہ تازہ تازہ گھڑا گیا ہے جیسا کہ اس کے اوراق اور خط سے ظاہر ہوتا ہے۔ (ص ۷)

شیخ ادیب الکمدانی نے کہا: ''إنني لا أعطي للمخطوط عمرًا أكثر من سنتين أو نحو ذلك'' میں سمجھتا ہوں کہ یہ مخطوطہ دو سال یا ان کے قریب کا ہی لکھا ہوا ہے۔ (ص ۷)

شیخ محمد زیاد نے کہا: '' أفاد الشيخ الكمداني أنه رآه بورق حديث و خط طري! وأنه لما طولب واضعه الهندي بأصل نسخته أفاد أنه استنسخها من مكتبة بالإتحاد السوفيتي و أنها احترقت ! فبطل أمر المخطوط أصلاً وبان كذب ماجاء فيها أنه نسخت سنة ۹۳۳ في بغداد'' شیخ کمدانی نے بتایا کہ انھوں نے یہ مخطوطہ دیکھا ہے یہ جدید کاغذ پر تازہ خط کے ساتھ لکھا ہوا ہے اور جب اس کے ہندی (پاکستانی) گھڑنے والے سے اصل نسخے کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے بتایا کہ اس نے اسے سویت یونین کے کسی مکتبے سے نقل کیا ہے جو کہ جل گیا ہے!۔ مخطوطے کی بات تو اصلاً ہی باطل ہوگئی اور ظاہر ہوگیا کہ یہ جھوٹ ہے کہ یہ نسخہ ۹۳۳ میں بغداد میں لکھا گیا ہے۔ (ص ۱۳)

۴: مخطوطے کا خط دسویں صدی ہجری کا خط نہیں ہے بلکہ تازہ خط ہے جسے کسی معاصر آدمی نے لکھا ہے۔ (ص ۱۲)

شیخ عبدالقدوس نذیر الہندی گواہی دیتے ہیں کہ یہ خط پاکستان و ہندوستان کے کسی معاصر (ہمارے دور کے آدمی) کا لکھا ہوا ہے۔ اور یہی بات شیخ عمر بن سلیمان الحفیان نے کہی ہے جنھوں نے مصر سے مخطوطات میں ایم اے کیا ہے۔ (ص ۱۲)

۵: عیسیٰ الحمیری کا یہ کہنا کہ اس کا (یہ من گھڑت) نسخہ بہت زیادہ صحیح ہے، سرے سے غلط ہے۔ اس (من گھڑت) نسخے کی پہلی حدیث میں صحابی سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا نام سائب بن زید لکھا ہوا ہے جو کہ غلط ہے۔ (ص ۱۳)

دیکھئے الجزء المفقود (ص ۵۲ حاشیہ: ۱)

۶: اس من گھڑت نسخے کے شروع میں ''کتاب الایمان'' کا باب لکھا ہوا ہے جب کہ حاجی خلیفہ چلپی (حنفی) نے لکھا ہے: ''مرتباً على الكتب والأبواب علٰى ترتيب الفقه'' (یہ مصنف) فقہی ترتیب کے لحاظ سے کتابوں اور ابواب پر مرتب ہے۔ (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۷۱۲)

ابن خیر الاشبیلی نے اپنی (کتاب) فہرست (ص ۱۲۹) میں لکھا ہے کہ مصنف عبدالرزاق کی ابتدا کتاب الطہارہ سے ہوتی ہے۔ (الرد علی ''الجزء المفقود'' ص ۱۶)

۷: اس جعلی ''مصنف'' میں عجمیوں کے انداز میں عربی تراکیب بنائی گئی ہیں مثلاً:

'' اللھم صل علیٰ من تفتقت من نور الأزھار زاد ماء وجھه '' (الجزء المفقود:۱۱، والردص ۲۱)

۸: محمود سعید ممدوح کے استاد عبداللہ الغماری نے کہا:

''اس روایت کا عبدالرزاق کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ یہ عبدالرزاق کے مصنف، جامع اور تفسیر میں موجود نہیں ہے اور یہ روایت قطعاً موضوع ہے۔ اس میں صوفیوں کی اصطلاحات پائی جاتی ہیں اور عصرِ حاضر میں بعض شنقیطیوں نے اس کی سند ابن المنکدر عن جابر بنالی ہے۔'' (مرشد الحائر لبیان وضع حدیث جابر/ الردص ۲۵)

۹: اس جعلی ''الجزء المفقود'' کے کاتب نے ''دلائل الخیرات'' وغیرہ غیر معتبر کتابوں سے خود ساختہ فقرے لے کر ان کی سندیں بنالی ہیں۔ (دیکھئے الردص ۲۸، ۲۹)

۱۰: اس کی سندوں میں واضح جھوٹ لکھے گئے ہیں مثلاً خود ساختہ حدیث نمبر۲ میں لکھا ہوا ہے: ''ابن جریج: أخبرني البراء'' رضی اللہ عنہ، [حالانکہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ ابن جریج کی پیدائش سے پہلے فوت ہو گئے تھے]۔ دیکھئے الرد (ص ۳۱)

مختصر یہ کہ یہ زبردست رد ہے جو عربی علماء کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

تنبیہ: بعض بریلوی حضرات امام بیہقی کی کتاب دلائل النبوۃ (۴۸۳/۵) سے نور والی من گھڑت روایت کا ایک شاہد پیش کرتے ہیں لیکن یہ شاہد بھی باطل ہے۔ اس میں بیہقی کا استاد ابوالحسن علی بن احمد بن سیماء المقرئ مجہول الحال ہے۔ ابن سیماء کا ذکر المنتخب من السیاق لتاریخ نیسابور (۱۲۴۹) میں بغیر کسی توثیق کے کیا گیا ہے۔ اس ابن سیماء کی توثیق ہمارے علم کے مطابق کسی کتاب میں موجود نہیں ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۲۶ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ)

شذرات الذہب ابومعاذ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا دفاع

ابوسعید الحسن بن احمد بن یزید الاصطخری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۸ھ) کے پاس ایک آدمی آیا اور پوچھا: کیا ہڈی سے استنجا جائز ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیوں؟ انھوں نے فرمایا: کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: یہ تمھارے بھائیوں جنوں کی خوراک ہے۔ اس نے پوچھا: انسان افضل ہیں یا جن؟ انھوں نے فرمایا: انسان

اس نے کہا: پانی کے ساتھ استنجا کیوں جائز ہے جبکہ وہ انسانوں کی خوراک ہے۔ راوی (ابوالحسین الطبسی) کہتے ہیں کہ ابوسعید الاصطخری نے حملہ کر کے اس آدمی کی گردن دبوچ لی اور اس کا گلہ گھوٹتے ہوئے فرمانے لگے: ''زندیق (بے دین، گمراہ) ! تُو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رد کرتا ہے۔''

اگر میں اس آدمی کو نہ چھڑاتا تو وہ اسے قتل کر دیتے۔

(ذم الکلام واہلہ: ۱۲۵۸ بتحقیق عبداللہ بن محمد بن عثمان الانصاری، وسندہ حسن)

محبت ہی محبت　　حافظ شیر محمد

سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح القرشی الفہری المکی رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إن لكلّ أمّةٍ أمينًا وإنّ أميننا أيتها الأمة أبو عبيدة بن الجراح))

بے شک ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے (میرے) امتیو! بے شک ہمارا امین ابو عبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) ہیں۔
(صحیح بخاری:۳۷۴۴ و صحیح مسلم:۲۴۱۹)

سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجرانیوں (کے وفد) سے فرمایا تھا:
((لأبعثنّ إليكم رجلاً أمينًا حق أمين، حق أمين)) میں تمھاری طرف ایسا آدمی بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہے، امین ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں (اپنے صحابہ کرام) کو دیکھا پھر ابو عبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) کو روانہ کیا۔
(صحیح مسلم:۲۴۲۰ واللفظ لہ، صحیح بخاری:۳۷۴۵)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران سے عاقب اور سید (دو عیسائی) آئے۔ وہ آپ سے مباہلہ کرنا چاہتے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ایسا نہ کر، اللہ کی قسم! اگر وہ نبی ہوئے اور ہم نے مباہلہ کرلیا تو ہم اور ہماری اولاد کبھی کامیاب نہیں رہے گی۔ انھوں نے آپ سے کہا: ''آپ جو چاہتے ہیں ہم آپ کو دیتے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ ایک امین آدمی بھیج دیں، امین (امانت دار) کے سوا دوسرا کوئی شخص نہ بھیجیں۔''
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ وہ امین بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہے۔ صحابہ کرام دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا: ابو عبیدہ بن الجراح اُٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔
(صحیح بخاری:۴۳۸۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یمن والے (مسلمان) آئے تو کہا: ''ابعث معنا رجلاً يعلّمنا السنة والإسلام'' آپ ہمارے ساتھ ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام سکھائے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یہ اس اُمت کے امین ہیں۔ (صحیح مسلم:۲۴۱۹/۵۴ و ترقیم دارالسلام:۶۲۵۳)

جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی معنوں میں امین قرار دیں، اُن کی کتنی عظیم شان ہے۔! اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام لوگوں کو قرآن و سنت سکھاتے تھے اور یہی دینِ اسلام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانِ وحی سے فرمایا: ((وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة)) ورابو عبیدہ بن الجراح جنتی ہیں۔
(سنن الترمذی:۳۷۴۷ وسندہ صحیح، ماہنامہ الحدیث:۱۹ ص ۵۶)

عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے کون آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زیادہ محبوب تھا؟

انھوں نے فرمایا: ابوبکر، میں نے پوچھا: پھر کون (زیادہ محبوب) تھا؟ انھوں نے فرمایا: عمر، میں نے پوچھا: پھر کون (زیادہ محبوب) تھا؟ انھوں نے فرمایا: ابوعبیدہ بن الجراح۔ میں نے پوچھا پھر کون؟ تو آپ (رضی اللہ عنہا) خاموش ہو گئیں۔

(سنن الترمذی: ۳۶۵۷ وقال: ''**هذا حديث حسن صحيح**'' سنن ابن ماجہ: ۱۰۲ وسندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((**نعم الرجل أبو بكر، نعم الرجل عمر، نعم الرجل أبو عبيدة بن الجراح، نعم الرجل أسيد بن حضير، نعم الرجل ثابت بن قيس بن شماس، نعم الرجل معاذبن جبل، نعم الرجل معاذبن عمرو بن الجموح**))

ابوبکر (صدیق) اچھے آدمی ہیں، عمر اچھے آدمی ہیں، ابوعبیدہ بن الجراح اچھے آدمی ہیں، اُسید بن حضیر اچھے آدمی ہیں، ثابت بن قیس بن شماس اچھے آدمی ہیں، معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں (اور) معاذ بن عمرو بن الجموح اچھے آدمی ہیں۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۹ ح ۹۴۳۱ وسندہ صحیح، سنن الترمذی: ۳۷۹۵ وقال: ''ھذا حدیث حسن'')

سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اس لشکر کے امیر تھے جنھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لئے بھیجا تھا۔ اس لشکر کو سمندر کے پاس ایک بڑی مچھلی مُردہ حالت میں ملی تھی جس کا گوشت صحابہ کرام کئی دنوں تک کھاتے رہے بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس گوشت میں سے کھایا تھا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ۴۳۶۲) وصحیح مسلم (۱۹۳۵) ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ ابوعبیدہ بن الجراح جیسے لوگوں سے یہ گھر بھرا ہوا ہوتا۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۲ وسندہ حسن)

آپ اٹھارہ ہجری (۱۸ھ) کو طاعون عمواس میں بیمار ہوئے اور انتہائی صبر واستقلال کا مظاہرہ کیا۔ دیکھئے کتاب الزہد لابن المبارک (ح ۸۸۲ وسندہ حسن، الحارث بن عمیرہ الزّبیدی الحارثی صدوق) اسی بیماری میں آپ ۱۸ھ کو اٹھاون (۵۸) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

ابن سعد کہتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے ابوعبیدہ مسلمان ہوئے اور حبشہ کی طرف ہجرت کے دوسرے سفر میں ہجرت فرمائی پھر (مدینہ) واپس آئے تو بدر، اُحد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔'' (طبقات ابن سعد ۳۸۴/۷) عشرہ مبشرہ میں سے آخری جلیل القدر صحابی کا تذکرہ ختم ہوا۔

جس طرح اللہ کے رسول: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات میں بے مثل و بے نظیر ہیں۔ زمینوں اور آسمانوں میں آپ جیسا دوسرا کوئی نہیں اسی طرح آپ کے بعد صحابہ کرام بھی بے مثل و بے نظیر تھے۔ صرف رُویت کے لحاظ سے بھی ایک عام صحابی کے درجے کو صحابہ کے بعد اُمت میں سے کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

احسن الحدیث

احسن الحدیث کی تاثیر

فضل اکبر کاشمیری

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ‌ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ‌ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ‌ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ﴾

اللہ نے بہترین حدیث نازل فرمائی جو ایسی کتاب ہے جس کے مضامین ملتے جلتے اور بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ جن سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی جلدیں اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ جسے چاہتا ہے اس (قرآن) کے ذریعے راہِ راست پر لے آتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں۔ [الزمر:۲۳]

فقہ القرآن:

۱۔ اس آیت میں قرآن کی سات صفات بیان کی گئی ہیں: (۱) احسن الحدیث (۲) کتاباً (۳) متشابھاً (۴) مثانی (۵) تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم (۶) ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ (۷) ھدی اللہ

۲۔ اس کے علاوہ دیگر متعدد آیات (مثلاً الجاثیۃ:۶، الطّور:۳۴، المرسلات:۵۰.....وغیرہ) میں بھی قرآن کو حدیث کہا گیا ہے۔

۳۔ سورۃ الانفال:۲ میں دلوں کے ڈرنے کا ذکر ہے جبکہ سورۃ الرعد:۲۸ میں دلوں کے اطمینان کا تذکرہ ہے۔ آیت زیرِ تفسیر میں دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔ دونوں مقامات کی تطبیق یہ ہے کہ قرآن کریم میں جب جہنم کی وعید وغیرہ کا بیان ہوتا ہے تو اہلِ ایمان کے دل لرز جاتے ہیں اور جب جنت کی نعمتوں وغیرہ کی خوشخبری سنتے ہیں تو ان کے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

۴۔ اس میں اولیاء کی صفت بیان کی گئی ہے کہ اللہ کے خوف سے ان کے دل کانپ اُٹھتے، ان کی جلدیں نرم ہو جاتی ہیں اور ان کے دلوں کو اللہ کے ذکر سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ ''وجد'' میں آ کر مدہوش اور حواس باختہ ہو جائیں اور عقل و ہوش باقی نہ رہے، کیونکہ یہ بدعتیوں کی صفت ہے اور اس میں شیطان کا دخل ہوتا ہے۔

۵۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: اہلِ ایمان کا معاملہ کافروں سے بالکل مختلف ہے۔ اہلِ ایمان کا سماع قرآن کی تلاوت ہے۔ جبکہ کفار گانے بجانے پر سر دھنتے ہیں۔ آیاتِ قرآنی سن کر مومنوں کا ایمان زیادہ ہوتا ہے جبکہ کفار انہیں سن کر اور زیادہ کفر کے زینہ پر چڑھتے ہیں۔ یہ روتے ہوئے سجدوں میں گر پڑتے ہیں اور وہ مذاق اڑاتے ہوئے اکڑتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۵/۴۰۵)

۶۔ جو لوگ نیک نیتی سے طلبِ حق کا جذبہ رکھتے ہیں اللہ ان کو ہدایت قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جسے مسلسل ضد و عناد کی وجہ سے اللہ قبولِ حق کی توفیق سے محروم کر دے تو اسے راہ راست پر لانے والا کوئی نہیں۔

ہدیۃ المسلمین حافظ زبیر علی زئی

نماز عصر کا وقت

حدیث: ۷ ((وعن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : أمني جبريل عند البيت مرتين ...... ثم صلى العصر حين كان كل شيء مثل ظله ...)) إلخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے قریب مجھے دو دفعہ نماز پڑھائی...... پھر انھوں نے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا...... الخ (جامع ترمذی: ۱/۳۸، ۳۹ ح ۱۴۹ وقال: ''حدیث ابن عباس حدیث حسن'')

اس روایت کی سند حسن ہے، اسے ابن خزیمہ (ح ۳۵۲) ابن حبان (ح ۲۷۹) ابن الجارود (ح ۱۴۹) الحاکم (ج ۱ ص ۱۹۳) ابن عبدالبر، ابوبکر بن العربی اور النووی وغیرہم نے صحیح کہا ہے۔ (نیل المقصود فی التعلیق علی سنن ابی داود ح ۳۹۳) امام بغوی اور نیموی حنفی نے حسن کہا ہے۔ (آثار السنن ص ۸۹ ح ۱۹۴)

فوائد:

① اس روایت اور دیگر احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہے، ان احادیث کے مقابلے میں کسی ایک بھی صحیح یا حسن روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے۔

② [عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہے، یہ ائمہ ثلاثہ (مالک، شافعی، احمد) اور قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن الشیبانی وغیرہ کا مسلک ہے۔ دیکھئے رشید احمد گنگوہی کے افادات والی کتاب ''الکوکب الدری'' (ج ۱ ص ۹۰ حاشیہ) اور الاوسط لابن المنذر (۳۲۹/۲)]

③ سنن ابی داود کی ایک روایت ہے: ''آپ عصر کی نماز دیر سے پڑھتے تا آنکہ سورج صاف اور سفید ہوتا'' (۱/۶۵ ح ۴۰۸)

یہ روایت بلحاظ سند سخت ضعیف ہے، محمد بن یزید الیمامی اور اس کا استاد یزید بن عبدالرحمٰن دونوں مجہول ہیں، دیکھئے تقریب التہذیب (۶۴۰۴، ۷۷۴۷) لہٰذا ایسی ضعیف روایت کو ایک مثل والی صحیح احادیث کے خلاف پیش کرنا انتہائی غلط و قابلِ مذمت ہے۔

④ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول: ''جب دو مثل ہو جائے تو عصر پڑھ'' کا مطلب یہ ہے کہ دو مثل تک عصر کی (افضل) نماز پڑھ سکتے ہو۔ دیکھئے التعلیق الممجد (ص ۴۱ حاشیہ: ۹) اور سابق حدیث: ۶ (الحدیث: ۲۴ ص ۶۵)

⑤ ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہودیوں نے دوپہر (نصف النہار) تک عمل کیا، عیسائیوں نے دوپہر سے عصر تک عمل کیا اور مسلمانوں نے عصر سے مغرب تک عمل کیا تو مسلمانوں کو دوہرا اجر ملا۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۵۵۷) بعض لوگ اس سے استدلال کر کے عصر کی نماز لیٹ پڑھتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کا دوہرا اجر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرنے والے) تمام یہود و نصاریٰ کے مجموعی مقابلے میں ہے۔ یاد رہے کہ حضرو کے دیوبندی ''دائمی نقشہ اوقاتِ نماز'' کے مطابق سال کے دو سب سے بڑے اور سب سے چھوٹے دنوں کی تفصیل (حضرو کے وقت کے مطابق) درج ذیل ہے:

[۲۲ جون] دوپہر ۱۱-۱۲ مثل اول ۵۶-۳ (فرق ۴۵-۳) غروب آفتاب ۲۴-۷ (فرق ۲۸-۳)

[۲۲ دسمبر] دوپہر ۰۸-۱۲ مثل اول ۴۷-۲ (فرق ۳۹-۲) غروب آفتاب ۰۵-۵ (فرق ۱۸-۲)

اس حساب سے بھی عصر کا وقت ظہر کے وقت سے کم ہوتا ہے لہٰذا اس حدیث سے بعض الناس کا استدلال مردود ہے۔